اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چھپّنواں بجٹ اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 25/جون 2022ء بروز ہفتہ بمطابق 25/ذیقعد 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	08
3	میزانیہ بابت مالی سال 23-2022ء پر اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث۔	09

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 25/جون 2022ء بروز ہفتہ بمطابق 25/ذیقعد 1443 ہجری، بوقت شام 05:05 بجے زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ ۝۱۵ اٰخِذِیۡنَ مَاۤ اٰتٰہُمۡ رَبُّہُمۡ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُحۡسِنِیۡنَ ۝۱۶ کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ الَّیۡلِ مَا یَہۡجَعُوۡنَ ۝۱۷ وَبِالۡاَسۡحَارِ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ۝۱۸ وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ۝۱۹

﴿پارہ نمبر ۲۶ سُوۡرَۃُ الذّاریات آیات نمبر ۱۵ تا ۱۹﴾

ترجمہ: البتہ ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں۔ لیتے ہیں جو دیا ان کو ان کے رب نے وہ تھے اس سے پہلے نیکی والے۔ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے۔ اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے۔ اور انکے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا۔

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میڈم بات کرلیں۔ زیرے صاحب پھر اُس کے بعد آپ بات کرلیں۔

میڈم شکیلہ نوید قاضی: Thank you so much جناب اسپیکر! میں PSDP سے ہٹ کے آپ Point of order پر یہاں اسمبلی میں بیٹھے ہوئے اپنے تمام لوگوں کو ایک بات، یہ آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ جو بلوچستان اور بلوچستان کی روایات بلوچستان کی سرزمین، اِس میں عورتوں کی عزت اِس حد تک کی جاتی تھی کی ہمارے ہاں ہزاروں سالوں کی لڑائیاں بھی اِس چیز پر ختم ہو جاتی تھیں، اگر کوئی عورت وہاں چلی جاتی۔ لیکن حال ہی میں کچھ جلسے جلوس جو گوادر میں ایک نام نہاد مولانا صاحب کر رہے ہیں، مَیں اُنکا نام، سب کو پتہ ہے، ہدایت الرحمٰن صاحب۔ وہ جس طرح بلوچستان کی بچیوں کی تذلیل کر رہے ہیں وہ کسی بھی forum پر قابلِ معافی نہیں ہے بلکہ میں تو اُنکے مولانا معذرت کے ساتھ نہیں لگانا چاہوں گی کیونکہ نہ اِسلام میں عورت کی تذلیل اِس طرح سے کی جاتی ہے نہ ہمارے بلوچ معاشرے میں عورت کی تذلیل کی جاتی ہے۔ لیکن وہ بلوچستان کا جو university scandal ہوا اُس میں اُس نے بلوچستان کی بچیوں کی تذلیل کی، ہمارے student اور organizations کے لوگوں کی تذلیل کی۔ اُس نے تمام جو اپنے گند کا ملبہ ہے اپنا نام بنانے کیلئے اُس نے ہمارے بچیوں کا نام لے کر ایک تاریخ ایسی رقم کردی ہے جو کبھی قابل معافی تو ہے ہی نہیں۔ اور اُنہوں نے ہمارے قائد سردار اختر جان مینگل کی بیٹی کا نام لیکر اور اُس کی ایک ذاتی زندگی اُس پر بھی اُس نے pin-point کرکے اور اپنی سیاست جو چمکا رہے ہیں کیا اُس کے ساتھ جو اُس کے لوگ ہیں جو سیاست چمکا رہے ہیں میرا خیال ہے سیاست کے اور بھی طریقے ہیں، اپنے آپ کو آگے لانے کیلئے، یہ نہیں کہ بلوچستان کی بچیوں کی عورتوں کی تذلیل کی جائے۔ جناب اسپیکر! PSDP ہماری جو ہم کہیں ہم نے بجٹ میں یہ رکھا ہے وہ رکھا ہے اِسی platform پر میں نے آپ سے BMC کی بچیوں کے issue کو discuss کیا۔ میں نے آپ سے کہا کہ وہاں ہاسٹل کا مسئلہ ہے آپ سے میں نے request کی کہ آپ بلائیں اور اُس ہاسٹل کے مسئلے کو اُس platform پر مجھے جو جواب دیا گیا کہ ہم بہت جلد اِس مسئلے کو حل کریں گے لیکن مسائل حل کی طرف نہیں ہیں۔ آج BMC کی بچی بچیاں وہاں ہاسٹل میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے BMC سے لیکر press club تک آج جلوس کی صورت میں نکلی ہیں۔ اور دو تین دنوں سے وہ وہاں strike پر بیٹھی ہوئی تھیں اب شرمندگی کی بات میرے لئے بھی یہ ہے کہ ہمیشہ اِس platform پر میں کہتی ہوں کہ اُنکی آواز ہے شاید کسی کے کانوں تک پہنچے اور اِس پر یعنی betterment کی طرف جائیں اُنکے مسائل کو حل کریں لیکن اُنکے مسائل حل نہیں ہو رہے

ہیں۔ اِسی طرح nursing hostel میں بھی یہی ابھی یہی مسئلہ ہوا ہے جو nursing کی seats تھیں اُنکو پتہ نہیں وہ کونسے لوگ ہیں جو یہ نہیں چاہتے کہ بلوچستان کی بچیاں پڑھیں۔ اُنہوں نے کس percentage کو نکال کے کئی بچیوں کو ہماری drop-out کر دیا ہے اِس دفعہ nursing کے جو وہاں زیرِ تعلیم ہیں اور وہ بھی احتجاج پر بیٹھے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! بلوچستان کی سرزمین ہمارے بلوچستان کی روایات اِس طرح کی اگر چیزیں ہونگی جہاں بلوچستان کی بچیوں کو کوئی protection نہیں ہے جہاں ہماری بچیاں ہماری مائیں ہماری بہنیں روڈوں پر نکلیں گی تو میرا خیال پھر ہمارے اِس اسمبلی میں بیٹھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے بارہا آپ سے یہ بات کی کہ آپ بلائیں BMC کا issue حل کروائیں آج اُنکی بچیاں ریلی نکال رہی ہیں بچوں کے پاس پانی نہیں ہے۔ تو میرا خیال ہے میرے یہاں بیٹھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا اگر میں بارہا اِس چیز کو کہوں۔ اور جس طرح جلسے جلوسوں میں اُس نام نہاد صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں اور press conference میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں اُس کو بھی اُس چیز پر معافی مانگنی پڑے گی ہماری بچیوں سے جو Universities میں پڑھ رہی ہیں اِس کی وجہ سے ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے بلوچستان کی بچیاں اب تعلیم سے پیچھے رہ جائیں جو یہ اپنی سیاست چمکانے کیلئے چار باتیں کرتے ہیں۔ اگر جناب اسپیکر! آپ BMC students کا مسئلہ حل نہیں کرواسکتے، آپ nursing hostel کا بھی مسئلہ حل نہیں کرواسکتے یا nursing students کا مسئلہ حل نہیں کرواسکتے، تو مَیں I am sorry میں یہاں اِس اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میڈم! آپ تشریف رکھیں، بتائیں کہ اُنکو کیسے address کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایک بڑا اہم issue ہے۔ ہنہ اوڑک کوئٹہ سے کوئی دس پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور یقیناً ہنہ اوڑک کے عوام یہاں کے مقامی قبائل ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے جناب اسپیکر! جب انگریز استعمار نے پہلی مرتبہ جب 1876ء میں ''سنڈیمن'' انگریز آیا اور اُنہوں نے اِس سرزمین کو اپنے قبضے میں لیا۔ اور اسے بعد میں assigned district کے طور پر افغانستان سے یہ زمین لی۔ جناب اسپیکر! اُس وقت سے اب تک ہنہ اوڑک اور باقی تمام ہماری سرزمین، اُنکے وسائل پر اُنکی نظر رہی بالخصوص جناب اسپیکر! ہنہ اوڑک اگر ایک جانب وہاں بڑے بڑے چشمے ہیں، کاریزات ہیں، وہاں پانی کا بڑا

بہاؤ ہے، اُس وقت انگریز نے زور زبردستی کرکے آدھا پانی زبردستی ہنہ اوڑک کے عوام سے اُنہوں نے چھین لیا، بہرحال اُس وقت جابر حکمران آئے ہوئے تھے اُنہوں نے ہماری سرزمین پر قبضہ کیا تھا لیکن پھر بھی اُنہوں نے land acquisition کا ایک قانون بنایا اُس کے تحت انگریز نے جہاں جہاں زمین لی، اگر اُنہوں نے کوئٹہ کے کاسی قبائل سے، اگر اُنہوں نے کوئٹہ کے بازئی قبائل سے، اگر اُنہوں نے کوئٹہ کے یہاں باقی جو ہمارے لوگ ہیں یاسین زئی قبائل سے اُنہوں نے زمین لی تو اُنہوں نے باقاعدہ agreements کے تحت وہ زمین لیتے تھے۔ اِس کے باوجود کہ وہ یہاں جابر تھے، ظالم تھے، اُنہوں نے یہاں قبضہ کیا تھا۔ لیکن پھر بھی جب وہ یہ Airport بنارہے تھے تو یہاں سمنگلی جو اسپین گل خان کاسی کے نام سے یہ گاؤں وہاں کاسیوں سے جب وہ زمین لے رہے تھے باقاعدہ طور پر اُن کے ساتھ معاہدات کئے ہیں۔ جب بازئی قبائل سے اُنہوں نے زمین لی تو اُن کے ساتھ باقاعدہ معاہدے کئے ہیں۔ ایک land acquisition act اُنہوں نے بنایا تھا۔ جب یاسین زئی tribe سے اُنہوں نے زمین لینے کی کوشش کی تو باقاعدہ اُنہوں نے land acquisition کے تحت وہ زمین لیتے رہے۔ لیکن جب جناب اسپیکر! یہ مملکت خداداد پاکستان وجود میں آیا اور آج ہمارے حکمران بغیر کسی قانون کے، بغیر کسی land acquisition act کے وہ دھڑا دھڑ زمینوں پر ہزاروں ایکڑ زمینوں پر راتوں وہ قبضہ کررہے ہیں آپ کو بخوبی علم ہے اِس ہاؤس سے جناب عبدالرحیم خان مندوخیل نے اور میں نے خود اِیک قرارداد پاس کی تھی کہ یہ بازئی tribe کی جو زمین ہے، جو کاسیوں کی زمین ہے سمنگلی میں، نوحصار میں، اغبرگ میں، یہ یہاں کے قبائل کی زمین ہے یہ کوئی قبضہ نہیں کرسکتا اِس کے باوجود airforce والوں نے وہاں تین ہزار ایکڑ زمین زور زبردستی قبضہ کیا۔ پھر یہاں سینٹ کی کمیٹی آئی شہید عثمان خان کاکڑ کی سربراہی میں جس میں مشاہد حسین سید، ریٹائرڈ جنرل عبدالقیوم جو سینیٹر تھے وہ خود آئے اُنہوں نے کہا اور سفارشات دیں کہ یہ زمین یہاں کے بازئی tribe کی، یہاں کے کاسی tribe کی، ہنہ اُڑک کے یاسین زئی tribe کی ہے۔ اب جناب اسپیکر! جو current issue ہے وہ یہ ہے میں خود گیا تھا دو دن پہلے ہنہ اُڑک وہاں ہزاروں لوگوں نے گزشتہ دس دن سے اُنہوں نے دھرنا دیا ہوا ہے۔ وہاں ایک واقعہ ہوتا ہے اُس واقعہ کے بہانے اِن تمام ہنہ اُڑک کے پہاڑوں پر وہاں ایف سی بھیجی گئی بغیر کسی قانون کے، بغیر کسی حکومت کی منظوری کے وزیر اعلیٰ صاحب سے ہنہ اُڑک کے عوام ملے اُنہوں نے کہا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں۔ جب آئی جی ایف سی سے بات ہوئی اُنہوں نے کہا کہ انکار ہے لیکن یہاں دھڑا دھڑ ٹرک پر ٹرک خاردار تار لے کر جارہے ہیں۔ اور اب جب آپ وہاں خاردار تار لگائیں گے تو ہنہ اُڑک کے عوام جن کی اکثریت کا انحصار لائیو سٹاک پر ہے مال مویشی چرانے پر

ہے اور زراعت پر ہے وہ اپنے مال مویشی کہاں لے کر جائیں گے۔ کہاں وہ مال مویشی چرائیں گے وہ کہاں اپنے بال بچوں کے لئے روزی کمائیں گے ویسے بارشیں کم ہوئیں پھر یہ بھی ہوا کہ جو آدھا پانی انگریز نے ہنہ اُڑک کے عوام کو دیا تھا اُس کو بھی آدھا کر کے اُس کو بھی بزور طاقت پائپ بچھا کر کے اپنے کینٹ تک لایا۔ جناب اسپیکر! ہنہ اُڑک ایک رہائشی علاقہ ہے وہاں کے جو tribes ہیں جو کاکڑ پشتون tribe ہے وہ وہاں کے تاریخی وہاں کے رہنے والے ہیں وہ کہاں جائیں گے۔ اور جناب اسپیکر! وہاں 24 گھنٹے میں دو گھنٹے بھی بجلی نہیں ہوتی۔ آپ نے وہاں کے عوام کے کوئلہ جو وہاں کے عوام کی معدنی وسائل کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اُس کی کوئی رائلٹی وہاں کے عوام کو نہیں دی جارہی ہے۔ باہر سے لوگ آتے ہیں الاٹمنٹ کرتے ہیں لیکن وہاں ہنہ اُڑک کے عوام، سورینج کے عوام باقی جو علاقے کے عوام ہیں اُن عوام کو اپنی ہی قدرتی معدنیات سے ایک پیسہ بھی اُن کو نہیں مل رہا ہے۔ جناب اسپیکر! اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہوسکتا ہے یہ تو جنوبی افریقہ کے (upper thighs) وہ جو وہاں کے پسے ہوئے لوگ تھے کالے اُن سے بھی ہماری حالت بدتر ہوگئی ہے۔ آج ہم اپنی ہی سرزمین میں بیگانہ ہوگئے ہیں لوگ باہر سے آتے ہیں زور زبردستی کر کے آتے ہیں جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب conclusion کی طرف آجائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور جناب اسپیکر کہاں جارہا ہے ابھی آپ نے پہلے ہنہ جھیل دیکھا ہوگا یہ جو ملکیت تھی وہاں کے عوام کی آپ نے وہ قبضہ کرلیا آج وہاں کوئی بندہ نہیں جاسکتا وہ کس کے لیے مخصوص ہے خاص لوگوں کے لیے مخصوص ہے اگر آپ نے وہاں سیاحتی مقام بنانا ہے تو ہنہ جھیل کو آپ سیاحتی مقام میں تبدیل کریں عام لوگوں کے لیے کھول دیں تاکہ کوئٹہ کے تمام شہری باہر سے آنے والے لوگ جا کر کے وہ جھیل میں وہاں کی سیر و تفریح کریں۔ پہلے جب ہم بچے تھے تو ہم جاتے تھے آج as a MPA میں نہیں جاسکتا ہوں لیکن اب اُنہوں نے ہنہ جھیل کو چھوڑ کر کے آپ نہ آگے بڑھ رہے ہیں وہ ولی تنگی تک آپ نے قدم بڑا لیے ہیں پہاڑوں تک آپ نے قبضہ کیا ہے خاردار تار لے کر جارہے ہیں تو یہ جناب اسپیکر! اس کا فوری طور پر نوٹس لے لیں۔ آپ custodian ہیں آپ یہاں کے عوام کے حقوق کے محافظ ہیں، آپ اس House کے محافظ ہیں۔ جب دس دن سے وہاں ہزاروں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہنہ اُڑک میں آپ کا بھی فرض بنتا ہے as a custodian کہ آپ جائیں وزیراعلیٰ خود جائیں، وزیر داخلہ خود جائیں وہاں کے عوام سے ملیں کہ اُن کا جائز جو مطالبہ ہے، اُس جائز مطالبے کو ہر حالت میں تسلیم کیا جائے۔ اور وہاں کوئی deployment نہیں ہونی چاہیے۔ کسی کی بھی نہیں ہو چاہے ایف سی ہو چاہے دیگر ہوں، اگر امن وامان کا خطرہ ہے تو آپ کے پاس لیویز فورس ہے آپ کے

پاس پولیس فورس ہے وہاں تعینات کریں۔ یہ کیا ہوا کہ آپ نے خاردار تار بچھائے اور پورا پہاڑ کو آپ قبضہ کر رہے ہیں۔کوئی ہمارا بندہ وہاں نہیں جائے گا۔ میں آپ سے رولنگ چاہوں گا جناب اسپیکر! اس حوالے سے یہ بڑا اہم اور sensitive issue ہے۔thank you جی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔CM صاحب آتے ہیں اس حوالے سے اُن کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: رخصت کی درخواستیں

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی) ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر ضیاء اللہ لانگو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مٹھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 27 جون کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جو معزز اراکین اسمبلی سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 23-2022ء پر آج بحث میں

حصہ لینا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری اسمبلی کے پاس اپنے نام بھجوادیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنی speech کا آغاز کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خوراک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔بجٹ 2022-23ء کے حوالے سے مَیں مختصراً کچھ باتیں کروں گا۔کیونکہ بجٹ تو ہر سال پیش ہوتا ہے پورے پاکستان میں وفاقی بجٹ بھی پیش ہوتا ہے صوبائی بجٹ بھی پیش ہوتے ہیں۔اور تقریباً speeches جو ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے ملی جلی ہیں۔پچھلے سال جو ہم نے تقریر کی اگر ہم وہی تقریر اُٹھالیں یا اُن سے دو سال پہلے یا تین سال پہلے کیونکہ ہمارے مسائل اور اُس کے حل کرنے کی جو ہے وہ تقریباً 70 سال سے ایک ہی طرح آرہی ہے ہمارے صوبے میں جو مشکلات ہیں چاہے وہ تعلیم کے حوالے سے ہو، چاہے وہ صحت کے حوالے ہو، چاہے امن و امان کے حوالے سے ہو۔تو میرے خیال سے ابھی تک تو اُس stage پر ہم نہیں پہنچے ہیں کہ ہم کہیں کہ ہم نے پورے بلوچستان کو ایک خوشحال زندگی دی ہے اور وہ مسائل ہم حل کردیں گے۔اس میں، مَیں اتنا کہہ دوں کیوں کہ ہمارا صوبہ جو ہے ایک بہت بڑا صوبہ ہے رقبہ کے حوالے سے اور آبادی میرے خیال سے پاکستان میں ایک کروڑ بیس لاکھ جو ہمارے کاغذوں میں مردم شماری کے حوالے سے وہ اتنی ہماری آبادی ہے۔ ہمیشہ ہم کہتے آرہے ہیں کہ اتنی کم آبادی کے وہ جو مسائل ہیں ہم ابھی تک اُس طریقے میں کامیاب نہیں ہوئے کہ ہم نے اُن کی حل کرنے کی کوشش کی۔کوشش کی ہے لیکن حل نہیں ہوئے ہیں۔اُس میں سب سے بڑا وجہ جو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وفاق کی طرف سے جو ہمیں وہ support نہیں مل رہا ہے، خاص کر وفاقی بجٹ ہو یا صوبائی بجٹ ہو۔وفاق میں جتنے میگا پروجیکٹس ہوتے ہیں وہ وفاق رکھتی ہے اس میں، اگر آپ دیکھ لیں واپڈا سے لیکر، NHA جو ہمارا communication sector ہے یا ہمارے جو بارڈر کے مشکلات ہیں، گیس کے جو مشکلات ہیں یہ سارے وفاق سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ میں اگر یہاں تک کہہ دوں کہ آج کل ہمارا agriculture جو food security programs ہیں اُس کو بھی وفاق نے ایک قسم کا control کیا ہوا ہے۔جو زراعت ہے ہماری گلہ بانی ہے جس پر 80% لوگوں کا دارومدار بلوچستان کا ان سے منسلک ہے اُن پر بھی اُن کا control ہے۔اور ہمارے جو سائل وسائل کی بات ہے جو ہمیشہ ہم کرتے ہیں ساحل و وسائل میں جتنے آپ کے minerals آتے ہیں، جتنے آپ کے سمندر آتے ہیں یہ بھی سارے وفاق کے زیر اثر ہیں۔اور وہاں سے ہمیں وہ revenue نہیں ملتی ہے جو ہمیں ملنی چاہیے جناب اسپیکر صاحب! آج میں کہیں بیٹھا ہوا تھا کہتے ہیں آپ لوگ اپنے کوئی mega project جو بلوچستان کے level پر ہیں آپ کیوں نہیں لاتے ہیں؟۔کہیں پر

ہماری meeting ہو رہی تھی ایک NGOs کے ساتھ۔ میں نے اُن کو کہا کہ آپ نے ہمارا بجٹ پڑھا ہے کہ ہمارا development بجٹ کہتا ہے۔ ہماری جو new اسکیمات کے لئے 60 ارب روپے رکھے گئے ہیں ۔تو میں نے کہا کہ یہ 60 ارب روپے بلوچستان میں کس طریقے سے خرچ ہوں گے۔اور کتنے ہمارے ان سے مشکلات دور ہوگئے ۔60 ارب روپے سے تو میں نے کہا bridge بنتا ہے اگر سندھ، پنجاب کو آپ لے لیں ۔ایک bridge وہاں ہر underpass یا اور bridge بنانے ہوں گے تو اُس پر 60 ارب کیا 100 ارب خرچہ آتا ہے ۔ہمارے بلوچستان کے لیے ساڑھے 60 ارب روپے رکھے ہوئے ہیں ۔اور اُس میں ongoing کے جو ہیں ایک ارب 33 کروڑ روپے ہمارے رکھے ہوئے ہیں۔تو میں نے کہا بتادیں کس طرح ہم اس کو حل کرسکتے ہیں ۔کتنے ہم روڈ دینگے کتنے ہم صحت کے مسائل حل کرینگے کتنے ہمارے education کے مسائل حل ہوں گے۔کہتا ہے ہاں یہ بات تو ہے تو میں نے کہا ہمارے ساتھ جو ظلم ہو رہی ہے۔وہ سب سے زیادہ وفاق سے ہو رہی ہے اور یہ نہیں کہ ہم بھیک مانگتے ہیں۔ہم نے ہمیشہ اپنے حق کی بات کی ہے حق کس بنیاد پر دیتے ہو۔بیٹھ کر ہمارے ساتھ اگر ہم ناجائز مانگتے ہیں تو بتادیں۔اگر ہم یہ کہہ دیں یہ ثابت کرلیں کہ بلوچستان کی وجہ سے پورا پاکستان چل رہا ہے۔تو پھر تو ہمارا حق تو بنتا ہے کہ جی ہم demand کر رہے ہیں کہ آپ ہمیں divisible pool میں جو تین سو ارب یا ساڑھے تین سو ارب دے رہے ہیں۔تو اس کو کیوں triple نہیں کر رہے ہو۔ایک جو 2010ء میں NFC ہوا تھا ٹھیک ہم اس وقت کی گورنمنٹ کا جو ہے وہ مشکور ہیں کہ 5.5 سے لیکر ہمارے حصے کو 9.5 تک لے گئے ۔وہ بھی اگر بڑے صوبوں کی وجہ سے اگر وہ ویٹو کرتا تو ہمیں وہ نہیں ملتا ۔ہم ہمیشہ اُن کے سامنے جھولی پھیلاتے ہیں کہ جی ہمیں NFC میں زیادہ دیدیں ہمیں اٹھارویں ترمیم کے تحت اختیارات دیئے جائیں ۔لیکن پھر بھی اُس پر عملدرآمد اُس طرح نہیں ہوتا جس طرح ہونا چاہیے۔پھر 10 سال کے بعد اس پر NFC دوبارہ ہوتا ہے۔اور بلوچستان کو اس وجہ سے دیکھنا چاہیے NFC میں کہ سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔صرف اسکے رکھنی میں اگر اس کو موسیٰ خیل سے ان کو ایک روڈ بنانے کی ضرورت ہو۔تو میرے خیال سے وہ 5 ارب میں بھی complete نہیں ہوگا۔یہاں سے اگر میں اپنے ایک بارڈر سے لیکر دوسرے بارڈر تک ایک اپنے ضلع میں جاؤں گا۔تو میرا ایک روڈ جو ہے 10 ارب میں بھی نہیں بن سکتا ہے۔تو میرے تو تین روڈوں میں 60 ارب روپے سارے چلے گئے ہیں ۔تو کس طرح جو ہے بجٹ میں بلوچستان میں اس کو منصفانہ طریقے سے ہم ایک دوسرے میں تقسیم کریں گے۔ٹھیک ہے میں ذاتی مفادات کے لیے یا ذاتی جو مجھے فنڈ کچھ water supply اگر بنالوں گا کوئی دو تین کلومیٹر سے میرا آپ PSDP دیکھ لیں چار پانچ کلومیٹر سے

زیادہ ہم روڈ ڈال ہی نہیں سکتے ہیں۔اس کے باوجود اگر ایک دو تین protection wall بنائینگے۔تو یہ تو ہم مشکور ہو گئے اپنے وزیر اعلیٰ کے کہ اُنہوں نے سب کو ایک طرح رکھ کے ایک منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا ہوا ہے۔لیکن اصل بات ہم نے کیا دیکھنی ہے کہ ہم نے بلوچستان میں جو investment کرنی ہے یہ PSDP تو investment ہے ہمیشہ ہم کہتے ہیں۔عوام کے لیے ہم PSDP بناتے ہیں اُن پر خرچ کرتے ہیں اور PSDP کا مقصد یہی ہوتا ہے۔کہ ہم بیروزگاری کو کتنا ختم کرسکتے ہیں، ہم روزگار کتنا دے سکتے ہیں، ہم تعلیم کو کتنا عام کرسکتے ہیں، ہم صحت کے وہ مسائل جو ہمیں درپیش ہیں وہ ہم گلی گلی، گاؤں گاؤں کیسے پہنچا سکتے ہیں اصل PSDP۔اور پھر جب سال پورا ہوتا ہے ہمیں بیٹھنا چاہیے کہ جی ہم نے جو پورے سال میں جو PSDP خرچ کی اُس میں کتنا فرق آیا ہماری بیروزگاری کتنی ختم ہوئی۔ہم نے بلوچستان کے عوام کو کون سا فائدہ اُس سالانہ جو پچھلا گیا ہوا PSDP تھا اُس سے کتنا فائدہ ہوا۔میرے خیال سے تو اتنا فائدہ تو نہیں ہوا۔کہ ہم پچھلے سال کو دیکھ لیں اس سال کے competition تک بلوچستان کو اُس PSDP سے جو پچھلے سال ہم نے پیش کی تھی۔ہم نے کتنا اُس کو اس بلوچستان کے وسائل اور اُس کی مشکلات کو کتنا کم کیا اصل یہی ہے۔لیکن ہم نے میرے خیال سے اگر توجہ دیں تو کم تو نہیں ہوا ہے زیادہ ہوا ہے اور زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم اس لیے حل نہیں کرسکتے کہ وفاق ہمارے ساتھ وہ تعاون نہیں کررہا ہے۔ہمیں ایک hospital بنا کے دیتا ہے یا اگر گوادر میں ایک airport بنا کے دے رہا ہے تو ہم پر احسان ڈال رہا ہے۔گوادر تو آپ کا سی پیک کا main حب ہے۔اگر آپ گوادر کو نکالیں گے تو آپ کا سی پیک کا مقصد ہی نہیں رہے گا۔وہ تو international level پر میں national level پر بھی نہیں کہوں گا۔وہ تو چین کی بھی ضرورت ہے وہ تو Central Asia کی بھی ضرورت ہے۔کہ گوادر تک پہنچنے کی کوشش کریں گے کہ سی پیک کو کامیاب کریں۔لیکن سی پیک سے ہمیں کیا ملا۔وفاق نے تو ہمیں کچھ نہیں دیا۔ہمیں ان چیزوں کو تھوڑا سا point out کرنا ہے focus کرنا ہے کہ پچھلے سے پچھلے سال جب سی پیک شروع ہوا تھا تو ہمارے مغربی روٹ پر کیا خرچ ہوا مشرقی روٹ پر ہمیشہ ہم کہتے ہیں کہ مشرقی روٹ۔چار سو ارب ڈالر اگر آئے تھے تو بلوچستان میں تو ایک ملین ڈالر بھی خرچ نہیں ہوا۔وہاں پر ڈبل موٹروے بنائے گئے آپ کے جو energy projects ہیں یہ کہاں بنے کوئی ایک project بلوچستان میں بنا ہے کوئی مجھے بتا دے۔آپ کا کوئی industry اُس سی پیک میں بنی ہے کوئی بتا دے کہ جی ہم نے تو گوادر میں آپ کو airport دیا ہم نے آپ کو گوادر میں ایک hospital دیا۔یہ تو کوئی احسان نہیں ہے ہمیں تو چاہیے کہ ہم دیکھ لیں کہ جی اُس سی پیک سے بلوچستان کو کتنا فائدہ ہے۔میں پاکستان ہوں پاکستان میں کھڑا ہوں لیکن

پاکستان میں اپنے حقوق کی بات کروں گا۔اپنی عوام کے مفاد کے لیے جو بھی project آئے گا پہلے بلوچستان سے شروع ہوگا تو بلوچستان کا حق ہوگا۔اگر بلوچستان میں سی پیک نکلتا ہے اور سی پیک میں بلوچستان کے لوگوں کو فائدہ نہیں ہوگا تو میں اس سی پیک کو کیا کروں گا۔اگر گیس یہاں سے نکلتی ہے نوابزادہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں 54ء میں نکلی اور ابھی ختم ہو رہی ہے ہمیں کیا royalty اُس میں ملی۔میرے تو کوہلو اور ڈیرہ بگٹی میں لوگ ابھی بھی گیس کے جو ہیں وہ پائپ توڑ کے وہاں سے چولھے لگاتے ہیں۔تو کیا یہ انصاف ہے ہمارے ساتھ کیا ہم نے PSDP اس طریقے سے بنانی ہے کہ جی ہم وفاق کے زیر اثر ہمیشہ رہیں۔ ہم نے ریکوڈک کو کس طریقے سے استعمال کیا۔ہم نے سینڈک سے کتنا فائدہ اٹھایا۔آج بھی آپ دیکھ لیں سینڈک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کیا یہی طریقہ ہوگا ہمارا ہمیشہ بھی وفاق کے ساتھ۔دیکھو ہم اپنا احتجاج میں پارٹی کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں واضح کرنا چاہتا ہوں۔کہ بلوچستان اس PSDP سے آباد کبھی نہیں ہوگا۔ایک حلقے میں 25 فیصد لوگ خوش ہوں گے وہ اپنی جگہ۔لیکن آپ جو mega projects اور as a whole بلوچستان کے عوام کو خوشحالی دو گے امن امان دو گے صحت اور education دو گے زراعت دو گے۔تو تب یہ بلوچستان کچھ نظر آئے گا۔لیکن اگر ہم اسی طرح خاموش رہے اور ہمیشہ ہم یہی کہیں گے کہ جی اُنہوں نے ساڑھے تین سال میں ایک ارب روپے دیئے تو ہم اُن کے مشکور ہیں۔جناب اسپیکر صاحب! یہ اس طرح نہیں ہوگا کیونکہ ہم آپ کو کہہ رہے ہیں۔کہ آج ہمارے معزز ممبران یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں آج ہمارے سارے بیٹھے ہوئے ہیں آج اگر ہم نے یہاں پر بجٹ پیش کیا۔اس کو تو بلوچستان اور یہاں کے ممبروں کی اگر محنت کہہ دوں۔کہ یہ بالکل متوازن بجٹ ہے تو ٹھیک ہے اگر 60 ارب روپے ہم new اسکیمات کے لیے رکھتے ہیں تو یہ تو میں کہہ دوں گا کہ یہ 60 ارب روپے ہیں کیا چیز۔یہ تو پھر بھی میں کہوں گا کہ چلو وزیر اعلیٰ صاحب نے کم از کم اپنے ممبرز کو ایک حد تک خوش رکھنے کی پوری کوشش کی ہے اور اُس کو بھی ہم مانتے ہیں۔کہ جی اُس نے کر دیا کچھ ایسی اسکیمات رکھی ہیں جو ہمارے لیے بہترین ہے جو education میں رکھے ہیں scholarship جو طلباء کو دے رہے ہیں health card دے رہے ہیں یا اگر زمیندار کارڈ بنا کے دینگے۔تو یہی تو ہمارا سرمایہ ہے کہ ہم ایک کروڑ آبادی میں بھی اپنے بچوں کو جو ہے سروسز نہیں دے سکتے ہیں۔آپ دے سکتے ہو کتنے آپ کے ضلع میں بیروزگار پھر رہے ہیں کتنے میرے ضلع میں ایک کروڑ آبادی میں۔اگر اس کو آپ compare پنجاب اور سندھ سے کر لیں تو ہم تو point five میں بھی نہیں آتے تب بھی ہماری بیروزگاری بڑھ رہی ہے روز بروز۔ہمیں ان چیزوں پر توجہ دینی چاہیے اور اس کے لئے سب دوستوں سے کہہ رہا ہوں۔کہ ہمیں وفاق سے لڑنا چاہیے اور یہ نہیں کہ ہم بندوق اٹھالیں۔جمہوری طریقے

سے اپنے حق کے لیے اپنا آواز اٹھانا چاہیے۔ کہ جی ہمارا یہ حق بن رہا ہے ہمیں جو percentage مل رہی ہے اُس percentage کو چلو ہم نے ریکوڈک کا اگر معاہدہ کیا ہے 25% کے اُس پر۔ ہمیں 25% کیسے ملے گا کس انداز میں ملے گا کیا ہم اُس سے غربت کو ختم کر سکتے ہیں بلوچستان کے اُس مسائل کو کم کر سکتے ہیں جو ہمیں در پیش ہیں ہر ضلع میں۔ آپ جائیں کون سا ضلع آج خوش ہے آپ کے کوئٹہ کی کیا حالت ہے آپ کے کوئٹہ کے ٹریفک کی کیا حالت ہے آپ کے کوئٹہ کی صفائی کی کیا حالت ہے آپ کے کوئٹہ کے امن امان کی کیا حالت ہے کیا ہم نے اس کو کبھی discuss کیا ہے۔ بجٹ میں تو یہ چیزیں سب ہیں یہ highlight ہونی چاہیں۔ اور اس کی بنیاد پر آپ کو چلنا چاہیے کوئٹہ کیا ہے۔ کوئٹہ تو میرے خیال سے یہ جو تین باقی صوبے ہیں میرے خیال سے اگر وہاں اگر سو سو شہر ہیں وہ سو شہر میں سب سے چھوٹا شہر ہے تو وہ کوئٹہ کے برابر ہوگا۔ تو کوئٹہ کو تو وفاق کو چاہیے ہمیں ایک وہ خوبصورت وہ جو ہم Paris کہتے تھے Little London کہتے تھے آج کیا بنا ہوا ہے کبھی آپ سوچ سکتے ہو کہ ہم ٹھیک کر سکتے ہیں آگے in-future کون اس کی guarantee دے سکتا ہے کوئٹہ جو ہے دس سال کے بعد ایک خوب صورت شہر ہوگا۔ کوئی بتا دیں لیکن ہم نے کوئی planning کی ہے کوئی طریقہ بنایا ہوا ہے کہ جی کوئٹہ کو ہم کس طرح بنائینگے۔ چھوڑ وقلعہ عبداللہ کو پشین کو یا اس طرح گوادر تک جاؤ یا ژوب تک جاؤ اُس کو تو بعد میں دیکھیں گے کم از کم کوئٹہ میں ہم نو ممبر بیٹھے ہوئے ہیں اور اُس کے ساتھ ہم سب کا حق بنتا ہے جتنے بھی پارلیمنٹ میں وجود رکھنے والے ممبرز ہیں اُن سب کا حق بنتا ہے کہ پہلے ہماری توجہ کوئٹہ پر ہو۔ کہ کوئٹہ میں ایک اچھا سا کالج ہو۔ کوئٹہ میں ایک اچھی سی یونیورسٹی ہو کوئٹہ میں ایک اچھا سا کیڈٹ کالج ہو، ایجوکیشنل سینٹرز ہوں اور اُس کی بنیاد پر ہم تعلیم کو اتنا عام کریں کہ اگر بچہ جو ہے برابری کی بنیاد پر پڑھ سکے۔ کیا ہے ادھر کیا ہے میرا بیٹا کدھر پر رہا ہے کو لندن میں پڑھ رہا ہے کوئی امریکہ میں پڑھ رہا ہے کوئی لاہور میں ایچی سن میں پڑھ رہا ہے کوئی مری میں پڑھ رہا ہے تو کیا غریب کے بچے کدھر پڑھتے ہیں آپ کے سنٹرل اسکول اور سنڈیمن اسکول میں پڑھتے ہیں طبقاتی نظام ہے تعلیم اور ہر چیز میں طبقات جب آپ ڈالو گے تقسیم کرو گے تو ترقی کبھی نہیں آسکتی۔ ترقی رک جاتی ہے کیونکہ وہ تقسیم ہو جاتا ہے طبقات میں تقسیم ہو جاتا ہے جس کے پاس پیسے ہوگا وہ بہتر سے بہتر زندگی گزارے گا جس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے وہ تو دربدر کی زندگی گزارے گا۔ اور اس کو برابر کرنے کے لیے پارلیمنٹ بنا ہوا ہے ممبر بنے ہوئے ہیں ممبرز کو لوگ ووٹ دیتے ہیں اور اُس ووٹ کی بنیاد ہم یہاں بیٹھتے ہیں اور پھر برابری کی بنیاد پر بات کرتے ہیں لیکن کبھی نہیں کی جن کا اصل مقصد یہی ہے کہ یہاں صوبے میں ہم وہ چیز ملائیں جو عوام کی بہتری کے لیے ہو۔ اپنی بہتری کے لئے نہیں اپنے مقصد کے لیے نہیں ہوتا ہے کم از کم یہ ہونا چاہیے کہ کوئی سسٹم

صحیح ہو کوئی ایسی پالیسی بنے جس پالیسی کے تحت ہم صوبہ کو آگے لے جاسکے۔آپ کا داخلہ پالیسی کیا ہے آپ کا خارجہ پالیسی کیا ہے سندھ کے ساتھ کس طرح جانا چاہتا ہوں سندھ ہمارے ساتھ۔فوڈ میں آپ کو بتادو ہمارے ایک کروڑ گندم یہاں پر ہوتا ہے۔میں فوڈ منسٹر ہوں اس لیے بات کر رہا ہوں کدھر گئے ہمارے ہم نے تین لاکھ بوری خریدی ہیں کیا وجہ ہے اس کی وجوہات ہے ہم آپس میں لڑتے ہیں۔اور ہمارا سارا گندم گیا یا سندھ میں پڑا ہوا یا پنجاب میں پڑا ہوا ہے۔ ہمارے law and order کے situation کو کنٹرول کرنے کی ہمیں توفیق نہیں ہے۔ہم اتنا ڈوبے ہوئے ہیں۔کہ ہم اپنے گندم کو بھی کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں آپ کو بتادوں اس فلور پر اس کو آپ نوٹ کرلیں۔آج آپ کی گندم کی بوری 7000 میں ہے آپ تین مہینے کے بعد لوگے 10000 میں بھی آپ کو نہیں ملے گا۔تو concept کیا ہے فوڈ پارٹمنٹ کا۔ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا concept کیا ہوتا ہے پی ایچ آئی کیا ہوتا ہے۔communication کا کیا ہوتا ہے۔اُس کو لے کے ہمیں آگے چلنا چاہیے جناب اسپیکر صاحب اور یہ ہے کہ ہم آپس میں اگر بیٹھ جائے کے ہمارے boarders ہیں ایران کے ساتھ ہیں افغانستان کے ساتھ ہے ہمیں کیسے تعلقات بنانے چاہیے کیا میں چمن کی اگر بات اُٹھالوں میں چمن سے قلعہ عبداللہ سے ہوں باڈر کے مسئلے پر جب میں جاتا ہوں کہتا ہے وفاق سے تعلق ہے کسی کو فون کرتا ہوں law and order کی جو ہماری ایجنسیاں وہ بیٹھی ہوئی اُن کو فون کرتا ہوں وہ اٹھاتے ہی نہیں ہے کیوں کہ وہ ہمارے under ہے ہی نہیں۔جب ایک سسٹم آپ کے under نہیں ہے تو آپ حل نہیں کر سکتے ہو۔ باڈرز میں کیا ہے آج یہ بھی discuss کیا۔میں نے کہا پورا لے لو گوادر سے یہاں تک آجائے جتنے باڈر سے کیا ہے ہمارے لوگوں کے پاس ایک ٹائر لائے گا ایک آٹے کی بوری وہاں لے جائے گا اس کو آپ smuggling کہتے ہو یہ تو سمگلنگ نہیں۔دنیا میں border trade جب ہوتا ہے وہاں کے لوگوں کے لئے ایک سسٹم ہوتا ہے وہاں پر باڈر مارکیٹ بنتے ہیں وہاں پر industries بنتی ہے وہاں پر کارخانے بنتے ہیں اُن کو روزگار دیتے ہیں تو تب وہ مجبور نہیں ہوتے ہمارے تو ایگریکلچر دیکھو ہمارا پانی گیا ایک ہزار فٹ تک پانی ہے نہیں۔تو یہ لوگ کھائیں گے کیا۔پئیں گے کیا آپ ڈیزل اُن پر بند کرتے ہو اگر ایران سے آتا ہے آپ پیٹرول اُن پر بند کرتے ہو ایک آدمی اپنے پانچ ڈبے اٹھا کے اپنے روزگار اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے وہاں سے لا کے یہاں پر بیچتے ہیں ہمارے لوگ ایک ٹائر اور بوری اٹھا کر لے آتے ہیں آپ اُن کو بند کرتے ہو تو وفاق سے ہماری یہی احتجاج ہے کہ چھوڑ دیں ان لوگوں کو یا یہاں آکے آباد کرلو،ان کے لیے اچھے سے کالجز اور یونیورسٹیوں بناؤ،ان کے لیے کارخانے بناؤ ان کے لئے کوئی گرڈ اسٹیشن بنالو دو گھنٹے بجلی بھی نہیں ملتی ہمیں تب اُن

کو روزگار ملے گا آج قلعہ عبداللہ میں دھرنا ہے کل وہ حاجی صاحب حاجی نصیر صاحب بیٹھے ہوئے ہے پرسوں ادھر دھرنا تھا۔ کیوں نہیں دے رہے بارہ سو میگا واٹ بجلی ہمارا حق بنتا ہے حاجی صاحب کو ساڑھے چار، پانچ سو ملتا ہے۔ وہ بھی کس مصیبت سے ملتا ہے میں نے کہا ان لوگوں کو دیکھو کدھر سے آپ کو bill دے دیں۔ bill کہاں سے آپ کو payment کرے گا۔ ان کے پاس تو پانچ دس دس ایکڑ کی زمین ہوتی ہے جو ایک ٹماٹر کی کھیتی باڑی ایک 5,6 درخت ہوتے ہیں اب جب سیزن آتا ہے وہ بجلی بند کر دیتے ہیں مجبور کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی زخمی ہوتا ہے زخمی جگہ سے پکڑتے ہو تو اُس کو تکلیف ہوتی ہے یہ ہم لوگوں کو اُس جگہ سے پکڑتے ہیں وفاق تو یہ نہیں ہونا چاہیے کم از کم اسمبلی کو تو اس پر احتجاج کرنا چاہیے۔ کہ جب یہاں سردیاں شروع ہوتی ہے تو گیس بند کرتے ہیں اور جب گرمیاں شروع ہوتی ہے تو بجلی بند کر دیتے ہیں تو اس میں کیسا ہم اس کو حل کریں گے۔ پی آئی اے کا ایک دفعہ یہ مسئلہ پیدا ہوا میں نے اس فلور پر کہا کوئٹہ سے آپ area اٹھا لو ساڑھے تین سو کلو میٹر بنتا ہے، کراچی کوئٹہ ایریا صرف تین سو چار سو میں آپ کا اُس وقت distance کرایہ بارہ ہزار روپے تھا اسلام آباد سے کراچی ساڑھے سات سو کلو میٹر بنتا ہے۔ اُن کا 8000 تھا۔ کہتا ہے ادھر نقصان ہو رہا ہے تو میں نے کہا نقصان بلوچستان سے ہی آپ نے پورا کرنا ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کا خون چوس کر اُن سے پورا کرنا ہے bussines تو یہی ہوتا ہے کہیں کاروبار جو آپ کا نقصان ہوتا ہے کہیں پر آپ کماتے ہو تو دوسری جگہ پر اُن کو خرچ کر کے اُن لوگوں کو آسانی دیتے ہو۔ اب بلوچستان بجلی بھی ادھر مہنگی کرائے بھی ادھر مہنگے گیس بھی ادھر مہنگے اور وہاں سے rejected جو آپ کے میٹرز ہوتے ہیں وہ اٹھا کر ادھر لگا کر دیتے ہیں بالکل وہ جہاز کے jet طیارہ کی طرح وہ چلتا ہے آپ کے بجلی کے میٹرز۔ قسم سے آپ کو حقیقت کہتا ہوں آپ گھر کو بند کر دو دو مہینے ہم چھٹی پر جاتے ہیں جب آتے ہے پھر بھی پچاس ہزار بل آتے ہیں۔ بھائی کوئی ہے ہی نہیں تالا لگا ہوا ہے نہیں وہ جو losses آتے ہیں وہ ہم سے ہی پورے کرتے ہیں اب کتنا ساڑھے چار سو میگا واٹ بجلی پورے فیصل آباد میں آپ اگر اٹھالے ہمارے بھائی میں اُن کے خلاف نہیں ہوں میں تو اپنی حق کی بات کر سکتا ہوں پانچ کارخانے کی بجلی جو ہے آپ کا پورا صوبے میں خرچ نہیں ہوتا ہے میرے پاس کتنا کوئی ہے بڑا کوئی کارخانہ ہے بغیر حُب کے اٹھالے کہاں ہے ہمارے پاس ہمارے جو یہاں پر یہ جو industrial zone ہے آج تک بنا ہے کتنے عرصے سے یہ بوستان industrial zone جو ہے establish ہوا ہے کچھ بھی نہیں ہے برائے نام ہے۔ ہمیں ان کو آباد کرنا چاہیے ہمیں ان پر توجہ دینا چاہئے آپ ایک industry بناؤ اس میں ہزاروں لوگ کام کریں گے اب جب وہ آباد ہوگا تو آپ کے ہزاروں

خاندان ان سے جو ہے اُن کو کفالت ملے گا۔ اور اُن کے بچوں کے پیٹ پلیں گے لیکن اس پر ہم نے توجہ نہیں دی۔ ایک کارخانہ، جیسے حاجی صاحب ہمارے ساتھ گئے ہوئے تھے چائنا میں ایک خانے سے وہ کہتے ہیں ساڑھے تین سوارب روپے سالانہ جو ٹماٹر جو ہے جو کیچ اَپ بناتے ہیں وہ مربہ جو بناتے ہیں جو سیب کا ہے۔ ہم تو ایک کارخانے کو یہاں پر دو کارخانے بن گئے ہمارا پورا بجٹ دو کارخانوں سے نکال سکتے ہیں اُن کی profit سے نکال سکتے ہیں ہمارے ٹماٹر کا جو وقت آتا ہے روڈوں پر لوگ پھینک دیتے ہیں کیوں کہ اُن کو کرایہ بنا کے نہیں دے سکتا ہے تو یہ جو پروجیکٹس ہوتے ہیں اس طرح کے ہونے چاہیے یہ میگا پروجیکٹس ہوتے ہیں دو کارخانے بناؤ آپ کے بلوچستان کے عوام خوش ہو جائیں گے۔ لیکن اس میں سب سے زیادہ وفاق کو جو ہے یہ موردالزام ٹھہراتا ہوں۔ کہ ہمیں چاہیے یہاں پر جتنے بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے دوست ان کو مل کے کم از کم ہمارے پاس ایک سال ہے اور ایک سال کے بعد پھر election ہوگا یہی ہم ہوں گے چار پانچ ہونگے چار پانچ نہیں ہونگے نئے چہرے آئینگے وہ بھی ہمارے بھائی ہونگے ان کا بھی اسی سرزمین سے تعلق ہے اور انہیں بچوں کا خیال رکھنا ہوگا میں آپ کو صرف اتنا کہہ دو جناب اسپیکر صاحب میرا speech لمبا ہو گیا کہ بجٹ سب سے بڑا تعاون جو اس طرح کے صوبے ہوتے ہیں جو وسائل سے مالا مال صوبے ہوتے ہیں، وہ پھر بھی سب سے زیادہ غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔ اور اس بجٹ کے ساتھ ہمیں بیٹھ کے وفاق ایسا نہیں ہے کہ وہ ظالم ہے کہ ہمارے ساتھ نہیں کرے گا لیکن ہمیں اپنے حق کے لئے آواز اٹھانا ہوگا متحد ہو کے اتفاق اور اتحاد سے تو تب ہم ملیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب اس بجٹ میں کچھ ہمارے اکابرین کے لیے اُنہوں نے جس طرح میر غوث بخش بزنجو، سردار عطاءاللہ مینگل اور ان کے ناموں سے مختلف جگہیں انہوں نے منسوب کیے ہوئے ہیں اس میں سردار صاحب نے آپ نے تقریر میں بھی کہا اگر آپ کو یاد ہو باچا خان ایجوکیشنل سینٹر اور ایک لائبریری کوئٹہ میں بنانے کے لیے زمین کے ساتھ انہوں نے وعدہ کیا تھا اپنے speech میں کہ ہم دے دیں گے اس پر میں وزیراعلیٰ کا بھی مشکور ہوں یہاں پر جتنے بھی ہمارے دوست ہے اُس پارٹی سے اُن کا بھی مشکور ہوں اور اس طرح انہوں نے مختلف sectors خاص کر کے فوکس کئے ہوئے ہیں چار پانچ میں سمجھتا ہوں اُس کو فوکس کرنا بھی چاہئے اور خاص کر ایجوکیشن اور ہیلتھ امن وامان اور اُس کے بعد فوڈ سیکورٹی ہے اُس کے بعد ہمارے جتنے بھی صاف پانی کا سسٹم ہے جو water supply ہیں PHE ہے جو بناتی ہے اریگیشن جو ہمارا ڈیم بناتے ہیں ان چیزوں کو جو فوکس کیا ہے اُس پر بھی میں اُن کو داد دیتا ہوں کہ ایک خوبصورت طریقے سے متوازن طریقے سے انہوں نے رکھا ہے اور یہ بھی آج ہمارے جو اپوزیشن لیڈر ہیں، ممبرز ہیں وہ بھی سب سے زیادہ ہم سے زیادہ

خوش ہے نظر آرہا ہے اس لئے اگر نہیں ہوتے تو آج سارے بیٹھے ہوتے اور یہاں پر آپ شاید احتجاج ہوتا یہ بھی ایک بڑی اچھی مثبت قدم ہے کہ انہوں نے اٹھایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ جناب اسپیکر صاحب خسارہ اس دفعہ بہت کم رکھا گیا ہے اور یہ بھی جو ہے ہم بہت آسانی سے اس کو ہم cover کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب اگر ہم non development کو کم کرلے کیوں کہ بجٹ میں non development جو ہوتا ہے یہ بہت نقصان دیتا ہے اور development کو روکتے ہیں ادھر آپ کا اگر وہ بڑھتا ہے تو یہ کم ہوتا ہے کیوں کہ آپ کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ آپ اُس کو رکھ سکے تو non development سے ہم اس خسارے کو پورا کر سکتے ہیں لیکن next year کے لئے ہماری یہ تجویز ہے کہ ہم non development کو کم از کم کنٹرول کریں ایک حد تک اور آگے چلنے کے لئے ہم اپنی جو ترقیاتی بجٹ ہے اُس کو زیادہ کرلے کہ ہم اچھے سے روڈ بنالے اچھے سے جو ہے اسپتال بنالے اسکول بنالے اس پر توجہ دے دیں اور آخر میں sir اتنا کہ دو کے حقیقت میں قدوس صاحب جو ہے چیف منسٹر میں آخر میں ہمارے دوست بھی ہیں پرانے بھی ہم ان کے ساتھ رہے ہیں ہمیشہ دوستوں کا بھی خیال رکھتے ہیں اختلاف ہوتا ہے یہ جمہوری طریقہ ہے یہاں پہ ہوا، ووٹنگ بھی ہوتی ہے کوئی ووٹ دیتا ہے کوئی ووٹ نہیں دیتا ہے کہ اس سے بالاتر کہ میں اتنا کہہ دو کہ اُس نے ایک بڑی فراخدلی سے مقصد ایک open چھوڑ کے ایک اچھا سا بجٹ بنانے کی انہوں نے کوشش کی اور ایک حد تک اُس میں اُس میں کامیابی حاصل کی۔ اور سب کو ساتھ لینے چلنے کی کوشش کی اور میں دیکھتا ہوں کہ حقیقت میں ہمارے ممبر تو ہے ہی نہیں بہت کم ہے دس پندرہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی مجھے جو knowledge اُس میں علم میں آیا ہوا ہے کہ سب خوش ہے تو اس پر میں داد دیتا ہوں اور یہی ہے کہ اور آئندہ بھی انہی چیزوں کو فوکس کر کے آگے چلنا چاہیے اور اس بجٹ کو جو ہے استعمال کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ بھی ہمارے اگر ممبرز متفق ہو کے، کوئی کسی کا حق نہیں کھا سکتا ہے نالے جائیں گے متفق ہوں کے جو سب سے ہیا ہم پروجیکٹ ہے اُس کو پہلے حل کرنے کی کوشش کریں گے پی اینڈ ڈی کوئی ایک جاری ہوجائے کہ جی جو اصل جو جو اچھے اسکیمات ہے اُس کو top priority پر رکھیں اور اس کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک صاحب، بجٹ سے متعلق بات کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ہم بھی بات کریں گے جناب اسپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ اس دفعہ بجٹ کچھ اسطرح ہے کہ جناب اسپیکر صاحب جتنے بھی ممبران اسمبلی ہیں، اس پر زیادہ بولنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن اس

سے قبل جو بھی بجٹ ہوتے تھے چاہے وہ ملکی سطح کا بجٹ ہو یا بلوچستان کی بجٹ ہو۔ اُن میں اپوزیشن اور حکومت کے درمیان ہمیشہ ایک احتجاج کا سلسلہ جو ایک دوسرے کے حلقوں کو نظرانداز کرنے کا سلسلہ یا بہت سارے ایسے بجٹ گئے ہیں، جس میں خصوصاً 2018ء کے بعد جونئی حکومت وجود میں آئی۔ اُس میں اپوزیشن کیساتھ اور اپوزیشن کے حلقوں کیساتھ جو رویہ روا رکھا گیا اور تین سال تک جس طرح ہمارے حلقوں کو نظرانداز کیا گیا، وہ تاریخ، وہ دن، وہ سب آپ کے سامنے ہے۔ اور گزشتہ بجٹ اجلاس کے دوران بلوچستان اسمبلی کے اندر جو احتجاج کا سلسلہ جاری رہا اور بلوچستان اسمبلی کے اراکین اسمبلی پر جو تشدد ہوئے اور جو گیٹ توڑے گئے اور زخمی ہوئے ہمارے اراکین اسمبلی کے، ہاتھ ٹوٹ گئے پاؤں میں fractures آ گئے تو یہ بھی بلوچستان کی تاریخ کا ایک بجٹ تھا اور اس کے بعد جناب اسپیکر صاحب آپ نے دیکھا کہ پوری اپوزیشن جس پر اسمبلی کے اندر تشدد کر کے اُن کو بکتر بند گاڑیوں سے کچلا گیا اور پھر وہی اراکین اسمبلی پر جو ہے مقدمات بھی بنائے گئے اور بجلی تھانے میں میرے خیال میں چودہ دن پوری اپوزیشن وہاں پر بندرہی، یہ بھی بلوچستان کی تاریخ کا ایک بجٹ تھا۔ آج تک شاید ملکی تاریخ میں بھی اس طرح نہ ہو کہ پوری اپوزیشن جیل میں بیٹھی ہو، یا اتنی سخت طویل احتجاج کی ہو، آج جام صاحب موجود نہیں ہیں لیکن میں اس لئے اپنی بات دوہراتا ہوں کہ نہ جانے جام صاحب نے خود کو کیوں ایک مطلق العنان حکمران سمجھ کر وہ ایسے فیصلے جو خود ذاتی طور پر کرتے تھے۔ جس سے نہ صرف اپوزیشن بلکہ اپنے ساتھی بھی اکثر ناراض اور نالاں رہتے تھے۔ اور پھر اسی طرح ہوا کہ اُسی حکومتی جو پارٹی ہے اُس کے اندر اختلافات بڑھے اور وہاں سے لوگ اٹھے اور پھر بات عدم اعتماد تک پہنچ گئی اور پھر بالآخر جو ہے جام صاحب بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ عدم اعتماد کی، ایک تحریک کے سلسلے میں اس کو اپنے اس عہدے سے ہاتھ دھونا پڑا۔ جناب اسپیکر صاحب! آج ہم اپوزیشن میں ہیں، کل بھی اپوزیشن میں تھے۔ لیکن کل کی اپوزیشن اور آج کی اپوزیشن جس طرح زمرک خان اچکزئی نے کہا کہ آج اپوزیشن بھی خوش ہے۔ اپوزیشن کا کام اپوزیشن کرنا ہے لیکن اس طرح اپوزیشن بھی نہیں کرنی ہے کہ کچھ ہو یا نہ ہو ہم بلا جواز اسمبلی کے اندر کھڑے ہو کر شور مچائیں ہلہ گلہ کریں۔ آج اس بجٹ کے اندر اپوزیشن حلقوں کو جو کچھ فنڈز دیے دیئے ہیں یا وہاں پر کچھ فنڈز رکھے گئے ہیں، یہ اُن کا حق ہے یہ میرے خیال میں کوئی سیاسی رشوت نہیں ہے جو ہمارے اراکین اسمبلی کے جیبوں میں جاتے ہیں۔ یا یہ اپوزیشن کے جیبوں میں جاتے ہیں۔ یہ پیسے ہمارے اس غریب حلقوں میں خرچ ہونے ہیں جس طرح حکومتی اراکین کی حلقوں میں خرچ ہوتے ہیں۔ اگر تین سال تک حکومتی اراکین کے حلقوں میں سات سات ارب روپے خرچ ہوئے، پانچ پانچ ارب روپے خرچ ہوئے، تین تین ارب روپے خرچ ہوئے، وہی بلوچستان اور اسی بلوچستان کے اندر جو اپوزیشن اراکین ہیں ان کے حلقوں میں 16 کروڑ 15 کروڑ 20 کروڑ اور پھر ظلم او

رزیادتی تو جناب اسپیکر صاحب یہ ہے کہ اس سولہ کروڑ اور بیس کروڑ دینے کے بعد جو اپوزیشن کے صوابدید پر یا اپوزیشن کی نشاندہی پر دی گئی۔لیکن اس کے ساتھ حکومتی جو اراکین ہیں یا حکومتی پارٹی کے جو لوگ ہیں یا ورکرز ہیں ان کو ایک رشوت کے طور پر ایک خطیر رقم دی گئی ہے کہ یہ لے لو، آپ اپوزیشن کو کچلو اور اپوزیشن کے حلقوں میں کام کرواور آنے والا جو الیکشن ہوگا اس میں اپوزیشن کو جو ہے آپ کسی نہ کسی طرح سے اپوزیشن کو بدنام ہو جائے کہ اپوزیشن والوں نے اپنے حلقوں میں کام نہیں کیا ہے یا اپوزیشن اپنے حلقوں میں کام نہیں کرتی ہے، جو کہ ایک ظلم اور ایک زیاتی تھی۔تو یہ ہمارا مطالبہ تھا قدوس بزنجو سے بھی کہ ہم آپ سے اپنے حلقوں کیلئے بحیثیت اپوزیشن کچھ نہیں منگ رہے ہیں۔بلکہ یہ ہمارا مطالبہ ہے کہ گزشتہ تین سالوں سے ہمارے حلقوں کو جو نظر انداز کیا گیا، ہمارے حلقوں کو تعلیم کے حوالے سے، ہمارے حلقوں کو بجلی کے حوالے سے، ہمارے حلقوں کو پانی کے حوالے سے، ہمارے حلقوں کو صحت کے حوالے سے نظر انداز کیا گیا ہے یہ ان کا حق بنتا ہے اور یہ آپ کا جو موجودہ میزانیہ ہے جو موجودہ بجٹ ہے اس میں آپ کا فرض بنتا ہے کہ کم از کم اپوزیشن کے حلقوں کو حکومتی اراکین کے حلقوں کے برابر لانے کیلئے اس سے دگنا فنڈز دیئے جائیں تا کہ اپوزیشن اپنے حلقوں میں خرچ کریں۔یہ میرے خیال میں یہ مطالبہ حق بھی تھا اور یہ بجا بھی تھا تو اس کے باوجود اگر قدوس بزنجو نے کچھ انصاف کیا ہے، کوشش کی ہے سب کو ساتھ مل کر چلنے کیلئے تو یہ ایک اچھی روایت ہے کہ آج یہ اسمبلی کے اندر وہ خود کہتا ہے کہ ہمیشہ اس اسمبلی کے گیٹ پر جب بھی کوئی بجٹ پیش ہوتا تھا، لوگ وہاں ملازمین کھڑے تھے اور اندر جو ہے اپوزیشن کا یہاں پر شور شرابہ تھا۔تو آج یہ بجٹ جس طرح خاموشی سے چلا گیا ہے یا جس پر ہم آج اظہار خیال کر رہے ہیں۔تو ہونا تو یہ چاہیے کہ بلوچستان جناب اسپیکر صاحب ہم سب کا ہے اور ایک ایسی قسم کا بجٹ بننا چاہیے اس بلوچستان کیلئے، آئیں دیکھتے ہیں کہ بلوچستان کا کونسا ضلع زیادہ پسماندہ ہے اور وہاں پر ضروریات زندگی ان لوگوں کو اگر میسر نہیں ہیں تو اس حلقے کو ترجیح دی جائے، چاہے وہ حکومتی اراکین کا ہو یا اپوزیشن کا ہو۔اس کے لئے تو میں کہتا ہوں کہ موسیٰ خیل کو۔واشک کو، اس کیلئے میں بلوچستان کے دیگر جو پسماندہ ضلع ہے آوران کو، اس قسم کے پسماندہ ضلعوں کو اگر وہاں پر روڈوں کی جال بچھائی جاتی ہے، وہاں پر اگر صحت کی سہولتیں دی جاتی ہیں وہاں پر اگر لوگوں کیلئے اسکول بنائے جاتے ہیں، وہاں پر اگر لوگوں کیلئے پینے کے پانی کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو ہمیں خوشی ہوتی ہے چاہیے وہ حکومتی اراکین کا ہو یا اپوزیشن کے اراکین کا ہو۔تو اس قسم کا بجٹ اگر انصاف پر مبنی ہو اور خاص کر اس بجٹ کو پیش کیا گیا ہے، اس کے اندر ایلوکیشن بہت کم رکھی گئی ہے تو آج وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں، میری تو یہی گزارش ان سے بھی ہے کہ اس کے باوجود کے حلقے بہت سارے ان سے محروم ہیں، خاص کر اس کوئٹہ شہر کے اندر سب پسماندہ ترین جو علاقہ ہے وہ یا سریاب ہے یا کچلاک، ہنہ اوڑک ہنہ اوڑک، سرہ

غرڑ گئی، پنجپائی یا یہاں سے ڈیگاری ہے یہ علاقے وہ علاقے ہیں جو کوئٹہ کے مضافات میں جن کو سب چیزوں کی ضرورت ہے یہاں پانی کی ضرورت ہے جناب اسپیکر صاحب جہاں پر بارشیں زیادہ ہوتی ہیں سیلاب وہاں پر بلڈوزر آورز کی ضرورت ہوتی ہے پروٹیکشن وال کی ضرورت ہوتی ہے ہسپتال ہیں لیکن ڈاکٹرز نہیں ہیں وہاں پر سکولوں کی ضرورت ہے پینے کے پانی کی ضرورت ہے تو آج اس اسمبلی فورم کے حوالے سے میری ایک دوبارہ بجٹ کو پیش کیا گیا لیکن یہ میرا مطالبہ ہے یہ میری گزارش بھی ہے خاص کر وزیراعلیٰ موجود نہیں ہیں اسے کہ ان حلقوں کے لئے جو زیادہ پسماندہ ہے اس بجٹ میں اگر آپ کی کوئی اسپیشل گرانٹ ہوتی ہے تو ہمارا مطالبہ ہے کہ کہ اسپیشل گرانٹ میں انہی علاقوں کو ترجیحی دی جائے جس کا میں نے نام لیا جس میں آپ کے علاقے بھی تھے جس میں آواران خود وزیراعلیٰ کا اپنا علاقہ تھا جس میں، میں نے واشک کی بات کی اور خصوصاً اس طرف کچھی اور نصیرآباد کی طرف خاص کر ہیپاٹائیٹس ہے پینے کا صاف پانی نہیں ہے وہاں کچھ ایسے فلٹر پلانٹ لگنے چاہیں کہ وہاں کے لوگ ایک ہی جب کچھ علاقوں میں پانی کی شارٹیج ہوتی ہے اگر بارشیں ہوتی ہیں تو ایک ہی جو نالا ہوتا ہے اس سے جانور اور انسان پانی پیتے ہیں اور اس کی مثال آج موجود ہے کہ اس وقت کے چیف جسٹس آف پاکستان نے جو ہے اس پر نوٹس بھی لیا اور اس نے یہ نوٹس لیا کہ واقعی پاکستان کے اندر ایسے جگہ موجود ہیں جہاں پر اس قسم کے لوگ ایک ہی جانور اور انسان ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں تو یہ بلوچستان کی بدقسمتی سے یہ جگہ بلوچستان کے اندر ہے۔ اور اس طرح ہر قدم پر جو ہے بلوچستان میں آپ کو اس قسم کے چھوٹے چشمے ملیں گے جہاں پر آبادی اور ایسے بھی علاقے بلوچستان کے اندر ہیں جنابا سپیکر صاحب جہاں عورتیں بچے صبح پانی کے لئے نکلتے ہیں اور وہ گدھوں پر اس کو آپ سوشل میڈیا پر بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ صبح سویرے نکلتے ہیں وہ دوپہر ڈیڑھ دو بجے ایک دو جو پانی کے کنستر ہوتے ہیں گدھوں پر اپنے گھروں کو پہنچاتے ہیں تو ان کی تعلیم ان کے روزگار ان کے دیگر زندگی کیا وہ لوگ جو صبح چار پانچ گھنٹے سے پانی کے لئے نکلتے ہیں اور اتنی مسافت کے بعد شام کو پانی اپنے گھر پہنچاتے ہیں ان کی باقی زندگی ان کا باقی روزگار کس طرح ہو تو بلوچستان کے اندر ایسے جگہ موجود ہیں تو ان کو خصوصی طور پر چاہے کوئی بھی حکومت ہو چاہے آپ بلوچستان عوامی پارٹی کی حکومت ہے اس کے اتحادی ہیں کل کسی اور پارٹی کی حکومت ہوگی تو ایسے علاقوں کو جو ہے خصوصی ترجیحی دیدیں جناب اسپیکر صاحب اور جہاں ان کی ضرورت ہے اور ان کا حق بنتا ہے کیونکہ ان کو انسان سمجھ کر ان کو اس سرزمین کے فرزند سمجھ کر جو ہے اور ان کا حق سمجھ کر ان کو دیا جائے نہ کہ ان پر احسان کیا جائے کہ آج ہم نے اپوزیشن کے حلقوں میں یہ پیسے دے کر احسان کیا ہے یہ ہماری عوام کا حق ہے ہمارے لوگوں کا حق ہے جو ہم گذشتہ تین چار سالوں سے نہیں بلکہ جب سے یہ ملک وجود میں آیا ہے خاص کر بلوچستان نیشنل پارٹی کی یہ جدوجہد ہے جناب اسپیکر صاحب کہ ساحل

ووسائل کی جدوجہد کررہی ہے وہ بلوچستان کی وسائل کی باتیں کررہی ہے وہ بلوچستان کی محرومی کی باتیں کرتی ہے اِنہی تلخ جدوجہد کی وجہ سے جناب اسپیکر صاحب خصوصاً میں اپنی پارٹی کی مثال دیتا ہوں کہ ہم نے اپنے سینکڑوں ساتھیوں کو جو ہے اسی راہ میں ہمارے سینکڑوں ساتھی شہید بھی ہوئے۔ وہ زندانوں میں بھی چلے گئے، ہمارے قائد ہمارے سرپرست اعلیٰ راہ شون سردار عطاءاللہ مینگل بھی جو ہے طویل جلاوطنی بھی اس نے کاٹی اور جیلیں بھی اس نے کاٹی اس کے اپنے فرزند جو ہے سردار اسد جو ہے آج تک لاپتہ ہے ان کی اپنی فیملی تو میں اور ہمارے پارٹی کے قائد سردار اختر مینگل بھی جو ہے اسی جدوجہد کے نتیجے میں اسی جدوجہد کے پاداش میں جو ہے کراچی میں ڈیڑھ سال جو ہے قید وبند کی تکالیف کاٹیں یہ بلوچستان کے جدوجہد کو ہم کم ازکم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ جو وطن سے محبت ہے جو وطن کی مٹی ہے اس سے محبت کرنا وہ ایمان کا حصہ ہے اور یہی ہماری سیاست ہے اور یہی ہماری جدوجہد ہے جناب اسپیکر صاحب میں اپنی تقریر چونکہ یہ بجٹ کے حوالے سے میں نے کچھ باتیں کی لیکن آج میں ضروری سمجھتا ہوں کچھ ایک دو ایسے مسائل ہیں جس کا میں ذکر کروں خصوصاً بجلی کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب اس وقت ملک میں بجلی کا شارٹیج ضرور ہے لیکن اتنی شارٹیج بھی نہیں ہے جس طرح زمرک خان نے کہا کہ کچھ ایسے بھی ملک کے حصے ہیں جہاں پر اگر دس کارخانے چلیں تو پورے بلوچستان کے صوبے کی بجلی جتنا ان کو بجلی خرچ کرنا پڑتا ہے لیکن بدقسمتی سے اس وقت چھ پرسنٹ کے حوالے جو 21 ہزار میگاواٹ بجلی ہے اس میں ایک ہزار میگاواٹ بلوچستان کا جناب اسپیکر صاحب ایک ہزار گیارہ سو ہمارا حصہ بنتا ہے اس کوٹے کے اندر بلوچستان کو دیا کیا جارہا ہے بلوچستان کو صرف پہلے چار سو میگاواٹ دیا جارہا تھا یہاں پر بہت بڑی احتجاج ہوئی لوگوں نے روڈ بلاک کیئے وزیراعلیٰ ہاؤس کا گھیراؤ کیا گیا اسکے بعد ہم نے دیکھا کہ اس کو پانچ سو میگاواٹ پھر چھ سو میگاواٹ اب چھ سو میگاواٹ سے بھی یہ زیادہ نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب تو میری گزارش ہے کہ یہ بجلی کا ایک اہم مسلہ ہے گذشتہ دنوں بھی زمینداروں کے ایک بہت بڑے اجتماع نے اسی ریڈزون کے اندر میرے خیال میں پانچ گھنٹے طویل دھرنا دیا اور رات کو انہوں نے میونسپل کارپوریشن کے لان میں گزارا ان کے وزیراعلیٰ بلوچستان سے ملاقات کرائی گئی اور اسی یقین دھانی کے کہ بلوچستان کے ہر حصے کو کم ازکم جو زرعی علاقے ہیں ان کو چھ گھنٹے وولٹیج کے ساتھ اور کچھ علاقوں کو آٹھ گھنٹے وولٹیج کے ساتھ باقی جو شہری علاقہ ہے ان کو اٹھارہ سے بیس گھنٹے بجلی دی جاتی ہے لیکن پریکٹس میں ایسا نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ اس شہر کوئٹہ کی مثال لے لیں سریاب کی مثال لے لیں، ہمارے ایسے فیڈر ہیں جناب اسپیکر! اس شہر کوئٹہ کے اندر ہیں جن کو آٹھ گھنٹے سے زیادہ وولٹیج بھی نہیں ہے، بجلی نہیں مل رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب یہاں پر اگر بجلی نہیں ہوتی ہے تو اس بجلی کی نہ ہونے کی وجہ سے جو ہے

لوگ خاص کر پانی کا مسئلہ رہتا ہے لوگ ٹینکروں سے پانی لاتے ہیں ڈھائی ہزار روپے جو ہے فی ٹینکر اس وقت کوئٹہ میں پانی مل رہا ہے اور کوئٹہ کے 80% فیصد لوگ جو ہے ٹینکر مافیا کے رحم وکرم پر ہیں۔تو میری گزارش ہے کہ آپ رولنگ دے دیں خاص کر کیسکو کے اہلکار تو یہاں پر موجود ہیں ان سے بھی ہماری ملاقاتیں ہوتی ہیں۔وہ کہتا ہے کہ جب تک کوٹہ بڑھایا نہیں جاتا اس وقت بجلی کے مسئلے حل نہیں ہوتے۔لیکن ابھی ایوان میں سردار صاحب آ گئے ایسی چیزیں سننے کی ہیں لیکن چونکہ ایوان میں ہُو کا عالم ہے تو میں کہتا ہوں کہ کم از کم۔بجلی نہیں آپ تو نماز پڑھ رہے تھے لیکن باقی اور بھی کوئی نہیں ہے اس لئے میں کہتا ہوں بجلی کے مسئلے ابھی میں نے کچھ باتیں کی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چلیں ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: تو آپ کی رولنگ جانی چاہیے کہ جناب اسپیکر صاحب کہ ایک وفد وزیر اعلیٰ کی قیادت میں وفاق سے ملے، بجلی کا مسئلہ سنگین ہے ہمارے باغات خشک ہو گئے ہیں یہاں کربلا کا سماں ہے آپ تو روزانہ سنتے ہیں قلعہ عبداللہ بند پشین بند مستونگ بند وان آپ نے دیکھا کھڈ کوچہ، خضدار، آواران۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب آپ کا point of order آ گیا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: کوئی ایسا شہر نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب جہاں پے تو میں کہتا ہوں اس پر آپ رولنگ بھی دے دیں میں نے اس کے ساتھ اپنی تقریر اس لئے جوڑی کہ یہ اہم مسئلہ تھا پورا بجٹ مزانیہ کے ساتھ تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں خصوصاً سردار صاحب کہ بھئی اس مسئلے کو فوری طور پر حل کروائیں۔اگر مزید ایک ہفتہ جاری رہا تو اس کے بعد اگر ہمیں پورے پاکستان کی بجلی بھی دی جائے تو فائدہ نہیں ہمارا ابھی اِتنا نقصانات ہوئے ہیں ایک اندازے کے مطابق ساٹھ ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ ہمارے سبزیاں ہیں جو بھی ہیں وہ راکھ کا ڈھیر بن چکے ہیں۔ درختیں بالکل اس وقت آپ جائیں ہمارے اس دفعہ آپ نے دیکھا خصوصاً زردآلو اور سیب کی بھی یہی سائز ہیں کہ یہ اِتنے اِتنے چھوٹے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارا پورا ذریعہ معاش یہی ہے ہماری زندگی اور ہماری روزگار یہی ہیں۔ جب بلوچستان کے لوگ دربدر ہوں گے بیروزگار ہوں گے تعلیم نہیں ہوگا بجلی نہیں ہوگی پانی نہیں ہوگا پھر یہ اسمبلی ہم بیٹھ کر کے کیا کر سکتے ہیں۔ہم ہی اُن کے نمائندے ہیں جن کے لئے ہم بات کرتے ہیں اس پر سردار صاحب اُٹھ کر بات کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات): جناب اسپیکر صاحب اجازت ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی اسی بجلی سے متعلق۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات: بجلی سے متعلق۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مختصر کر دیں پھر۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! دو باتیں ہیں ایک تو میں ادھر سی ایم چیمبر میں میں نماز پڑھ لی۔ پھر میں کافی پی رہا تھا تو اتنی خوبصورت بات کی ملک صاحب نے کہ میرے دل کو لگی اور میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں تھوڑا سا اس پر گزارش کر دوں۔ پچھلے بجٹ کو اور اس بجٹ کا موازنہ کیا ایک دوسرے کے ساتھ اور دیکھیں! ناں یہ جو بجٹ ہم نے پیش کیا اس دفعہ۔ یا پچھلا بجٹ، کسی کے ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ ناں اس وقت جام صاحب ہمارے لیے بہت قابل احترام ایک قد آور شخصیت ہیں، نہ اُس کی ذاتی ملکیت ہے نہ میر عبدالقدوس بزنجو کی یہ ذاتی ملکیت تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں اس بجٹ میں ان کی ہڈیاں توڑی گئیں جیل میں بٹھایا گیا۔ وہ کہتے ہیں وہ کتنی گاجر بھی کھائی اور لاٹھیاں بھی کھائی اور مرچیں بھی کھائی۔ تو ہم نے ان پر کوئی احسان نہیں کیا کل سے آپ جناب اسپیکر صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر بندہ چاہے وہ اپوزیشن کے ہیں یا treasury branches کا ہے الحمد اللہ مطمئن ہے ہم کسی کو جیب سے یا اپنی زمین بیچ کر چار آنے بھی کسی کو نہیں دیئے یہ ٹیکس کا پیسہ ہے چاہے وفاق سے آ رہا ہے ہمارا حق ہے چاہے یہاں پر collection کرتے ہیں ہمارا حق ہے اور وہی ہم نے۔ دیکھیں قائدانہ صلاحیت اسی کو کہتے ہیں کہ آپ تو اپنے ہیں آپ سے تھوڑے سے دور ہیں ان کو سینے سے لگا کر آگے چلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ میر عبدالقدوس بزنجو نے ذاتی طور پر اپنے جیب سے دیئے نہ میں نے دیئے نہ P&D کے منسٹر نے۔ الحمد اللہ ایک balanced budget آیا اس deficit سے جو 87 بلین کا تھا ہم اس کو 72 بلین پر لے آئے 15 ارب روپے بھی ہم نے deficit کم کیا جیسے کہ زمرک خان نے کہا تھا۔ اس کے باوجود الحمد اللہ کہ وہ سارے بنچز والے بھی مطمئن ہیں ہم بھی مطمئن ہے، ہم نے ان پر احسان نہیں کیا ہے یہ ان کا حق تھا ان کے حلقوں کا حق تھا جیسا ٹیکس میرے حلقے کے لوگ دیتے ہیں ایسا ٹیکس ملک صاحب کے ٹائٹس کے یا اپوزیشن کے جو بھی بیٹھے ہوئے ہیں یا ادھر ٹریژی بنچز کے سب دیتے ہیں۔ تو یہ ہوتی ہے ایک طریقہ کار ایک قائدانہ صلاحیت آپ مشورہ کریں دوستوں کو سنیں۔ اچھی بات اپنی جیب میں رکھیں بُری بات کو پھینک دیں۔ عقلِ کل۔ وہ اللہ کی ذات ہے باقی انسان کبھی بھی نہ عقل کل ہو سکتا ہے نہ ہر چیز میں پورا ہو سکتا ہے۔ میں کہوں کہ میں کمپیوٹر میں بھی پورا ہوں۔ میں جتنی تقریریں کل سے سن رہا ہوں یا آج۔ میں ان سب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ کو سراہا الحمد اللہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بجلی سے متعلق۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات: اب میں آتا ہوں بجلی کے سائیڈ۔یہ بہت اچھی بات کی ملک صاحب نے۔ہم خود بجلی پر dependant ہیں ہمارے علاقے آپ کا علاقہ ہے جناب اسپیکر صاحب! اور اس وقت کہتے ہیں کہ لوہا جب گرم ہو تو اس کو چوٹ لگاؤ تو کچھ بھی بنا سکتے ہیں چاہے ایک اس کو ایک چاقو کی صورت میں بنائیں یا تلوار بنائیں یا بندوق بنائیں وہ اسی سے بنتی ہیں تو اس وقت جو گورنمنٹ مرکز میں ہیں میں ملک صاحب سے گزارش کروں گا اس کا یہ لوگ بھی حصہ ہے ہم بھی حصہ ہے بلکہ تمام اپوزیشن، ماسوائے پی ٹی آئی کے ہم سب اس کا حصہ ہیں۔سی ایم صاحب وہاں پر تشریف لائے ہیں کل Sunday ہے آپ دو، تین ممبر آپ لوگ ساتھ ہو جائیں ادھر سے بھی ہم سات آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں آپ کے جو اکابرین ہیں قائدین ہیں ہم سے زیادہ ان کی رسائی ہیں اسی طریقے سے ہمارے جو ہمارے قائد ہے leader of the House ہے حضرت مولانا صاحب کو سردار اختر جان کو اسی طریقے سے پشتونخوا میپ جو بھی ہیں ان سب کو ہم approach کرکے چونکہ 28-27 کو ہم وہ مطالبات زر پیش کریں 29 کو ٹیبل ہو جائے گا۔ جب بجٹ سے ہم فارغ ہو جائیں گے۔تو 30 کی تاریخ رکھ لیں پہلی کی رکھ لیں ہماری طرف سے yes آپ اپنے اکابرین سے اپنے قائدین سے مشورہ کر لیں جمعیت کے ساتھی بھی آپ لوگ بھی۔اوران کے لیے پرائم منسٹر سے ٹائم لینا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے ٹائم لے لیں ہم چلے جاتے ہیں 10-8 کا جناب اسپیکر صاحب! آپ سے بھی ہم گزارش کریں گے کہ اب چلے جاتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں اُن کے پاس۔کہ اگر ہمارا کم حصہ بھی بجلی کا ہے تو ہماری بجلی بڑھائیں۔ہفتہ دس ،دن میں یہ جو ہمارے باغات ہیں اس وقت fruiting پر ہیں آپ کو بھی پتہ ہے ہمیں بھی پتہ ہے اور خاص کر ملک صاحب کو کیونکہ زمیندار ایکشن کمیٹی کے چیئر مین بھی ہیں۔تو ہم تیار ہیں اور یہ بہت اچھا موقع ہے میں نے کہا کہ لوہا گرم ہے۔ہم ہر طریقے سے گزارش کرکے بھی آنکھیں لال کرکے بھی ان سے اپنا حق لے سکتے ہیں فی الحال تو بجلی اور گیس کے سلسلے میں ہم یہ دو چیزیں کر لیں تو ہمارے لیے بہت بڑی achievement تو میں گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے آپ کو commitment دیتا ہوں کہ آپ رابطہ کریں ہم تیار ہے ہماری لیے جانا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ کھیتران صاحب۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات: ہم charter plane کا بھی بندوبست کریں گے ہم کرنے کو تیار ہیں جس طریقے سے آپ چاہے ہم آپ کے ساتھ کرنے کو تیار ہیں thank you very much۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ویسے کھیتران صاحب ایک اہم مسئلے کی طرف میں آپ کو لانا چاہوں گا۔اسپیرہ

راغہ روڈ جو کہ سات، آٹھ، دس سال سے اس پر کام شروع ہے بھی اور کام ہے بھی نہیں اُس پر۔ جو کہ آپ کو پتہ ہے چار، پانچ اضلاع کے لیے کافی اہم روڈ ہے، قلعہ سیف اللہ تک حادثات بھی کافی زیادہ ہیں اور اگر یہ روڈ بن جائے تو میں یہ بولتا ہوں کہ ٹریفک دو حصوں میں divert ہو جائے گا تو اس پر ابھی تک آپ لوگوں نے یا گورنمنٹ نے سی ایم صاحب سے بھی ہم یہی کہیں گے کہ اس پر اگر کوئی آپ لوگ فوری ایک ایکشن لے لیں۔ کافی کام ہوا ہے اس پر۔ ہمارا اور آپ کا تو بلکہ یہ راستہ بھی بنتا ہے پچھلے دنوں میں لورالائی میں تھا تو وہاں لورالائی کے معتبرین بھی اس حوالے سے میرے پاس آئے کہ یہ اسپیرہ راغہ روڈ کو جو ہیں نظر انداز کیا گیا اس پر اگر کوئی گورنمنٹ آف بلوچستان فوری کوئی ایکشن لے لیں۔ اور کام کرا دیں تو یہ پورے علاقے کے لیے میں یہ سمجھتا ہوں بلکہ پنجاب جو لوگ جاتے ہیں صوبے سے بلوچستان سے۔ اُن کے لیے بھی 65 کلومیٹر جو ہیں اس میں فاصلہ کم ہوگا ہمارا تو اس پر آپ کیا کہیں گے آپ لوگوں نے کیا کیا ہے اب تک؟۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ تو ہمارا اور آپ کا سانجھا مسئلہ ہے۔ اور ہم ہمیشہ اسی اسپیرہ راغہ روڈ والی رُوٹ سے سفر کرتے تھے اور بہت سارا ٹائم save جاتا ہے۔ آپ کا پورا گڑ انگ کراس ہو جاتا ہے وہ ٹائم اور اسطرف سے آپ جاتے ہیں تو نسائی، قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ یہ لمبا روٹ پڑ جاتا ہے تو میں معذرت کے ساتھ۔ میرے ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پر۔ میں ان کو ڈائریکٹ کر رہا ہوں کہ کل تک اس کی ٹوٹل مجھے بتا دیں کہ کیا صورت حال ہے Monday کو میں آپ کو اس کی ٹوٹل صورتحال بتاؤں گا کہ فنڈ کی کیا پوزیشن ہے فزیکل کیا پوزیشن ہے اور کیوں التواء کا شکار ہے مجھے خود احساس ہے کہ آپ کا کوئٹہ اور پنجاب کا فاصلہ اس روڈ کے بننے سے میرا خیال ہے بہت زیادہ ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ہم سے save کر سکتے ہیں۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے Monday تک ٹائم دیدیں میں ایڈیشنل سیکرٹری میرے سامنے بیٹھے ہیں میں ان کو direct کر رہا ہوں کہ مجھے کل تک پوری رپورٹ بنا کر دیدیں۔ یا پرسوں صبح تک۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ کھیتران صاحب۔ اس سے حادثات میں بھی بہت زیادہ کمی آجائے گی۔ جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی: شکریہ جناب اسپیکر۔ مَیں 2022-2023ء کے بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر خزانہ سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کو، وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُن تمام لوگوں کو جنہوں نے بجٹ کی تیاری میں محنت کی اور دن رات ایک کر کے بجٹ بنایا اور اسمبلی میں ٹیبل کیا۔ جناب اسپیکر! جہاں تک بجٹ سازی کا سوال ہے، بجٹ صرف کچھ کتابوں کا نام نہیں ہے، کچھ نمبرز اور فیگرز کا نام نہیں ہے۔ بلکہ بجٹ

صوبے کی مالی ڈسپلن، صوبے کے اخراجات، صوبے کی آمدنی اور اُس میں جو صوبے کے مختلف شعبوں کے اخراجات، اُن کی فلاح و بہبود اور اسکے علاوہ جو صوبے کی تعمیر وترقی اُسی کا نام ہے۔ جناب اسپیکر! گو کہ 600 بلین، 12 بلین کا یہ بجٹ کانوں کو جو ہے بڑا اچھا لگتا ہے اور اس میں جو فیگرز دیئے ہوئے ہیں جو سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب نے اُس نے بتایا کہ 370 بلین ڈیوزایبل پول کے مل رہے ہیں۔کچھ گیس ڈویلپمنٹ سرجارج کی جو آخری قسط ہے 12 بلین کچھ اسٹیٹ ٹرانسفرز ہیں اور کچھ محصلات صوبے کی اپنی ہیں جس میں بلوچستان ریونیو اتھارٹی، ایکسائز ڈیپارٹمنٹ، مائنز اینڈ منرلز اور ایک پرانا ایک گیس ہے سوئی گیس لیز ایکسٹینشن بونس کے نام سے جو کئی عرصے سے بجٹ بک کا حصہ بنتے آرہے ہیں۔ اور ٹوٹل مل ملا کے کوئی 526 بلین کی ہیں۔اب میری اس میں سردار صاحب سے گزارش یہی ہوگی کہ یہ جو سوئی گیس لیز ایکسٹینشن بونس کے جو 44 ارب یہاں پر پروجیکٹیڈ ہیں اُن کا لینا بڑا لازمی ہیں۔ کیونکہ اگر پچھلے سال کی طرح وہ نہیں ملے تو یہ 103 بلین کی جو صوبائی محصولات کی پُروجیکشن ہے یہ بڑی حد تک نیچے کم ہو جائیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ جو بلوچستان کا اپنا tax-base ہے جس میں بلوچستان ریونیو اتھارٹی ہے اُس کو سردار صاحب کو جو ہے اُس کا base بڑھانا ہوگا تاکہ اپنا ٹارگٹ achieve کریں۔اسی طرح محکمہ ایکسائز محکمہ معدنیات کی جو پروجیکٹیڈ اُن کی جو نمبرز ہیں، فیگرز ہیں، اُن کو بھی بڑی محنت کرنی پڑیگی۔ otherwise دیکھا تو یہ جاتا ہے کہ جب آخر میں deficit بڑھ جاتا ہے تو اُس کا سارا بوجھ پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پر آتا ہے۔اور وہ براہِ راست بلوچستان کی تعمیر وترقی کو متاثر کر لیتا ہے۔اور تاریخ یہی رہی ہے کہ ہم ہر سال جب دیکھتے ہیں کہ پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام کی مد میں کتنے فنڈز جاری ہوئے، تو وہ کبھی 75 بلین، کبھی 60 بلین، کبھی جو ہے تھوڑا اس سے زیادہ لیکن کم وبیش اتنے ہی پیسے جو ہیں جاتے ہیں۔اور صوبے میں خرچ ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بڑی خوشی ہوئی کہ اس دفعہ اسمبلی میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو بجٹ پر اعتراض کرے۔اور بجٹ کی مخالفت کرے۔اُس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی خالی پڑی ہوئی ہے، لوگ جو ہیں بجٹ بک دیکھ رہے ہیں اور اپنے اسکیمات کو دیکھ دیکھ کے خوش ہو رہے ہیں۔تو اچھی بات ہے ہمارے ممبران نے ووٹ لیئے ہیں اپنے علاقے کے لوگوں کے ساتھ الیکشن کے دوران وعدے وحید کیئے ہیں اُن کی اپنی حلقے کے حوالے سے پلاننگ ہیں اُنہوں نے definetly اپنی پلاننگ اپنے وعدوں کو وفا کیا ہے اس بجٹ میں، یہ اچھی ہے۔لیکن چونکہ budgetry constraints ملکی معاشی صورتحال اس طرح ہے کہ ہمیں شدید خدشہ ہے کہ جو targets ہم نے سیٹ کیئے ہیں وہ شاید achieve نہ ہو سکیں اور اُس کا جو اثر ہے وہ پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام پر آئے گا اور خدانخواستہ پھر ایسا نہ ہو کہ ہم، جو زیادہ

طاقتور ہوگا جس کی زیادہ جو ہے چلتی ہوگی، وہ اپنی اسکیمات کیلئے فنڈنگ کا بندوبست کرے، جو مجھ جیسا کمزور وناتواں ہوگا وہ ایسا ہی آخر میں کتاب کو دیکھ کے خوش ہو جائے۔ اور پھر وہ جو مقاصد اور وہ جو سوچ ہے کہ بلوچستان کو ہم یکساں ترقی دے رہے ہیں وہ پھر مقصد جو ہے فوت ہو جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! جہاں تک بلوچستان کی تعمیر وترقی کا سوال ہے تو آپ ہر شعبے میں دیکھیں، خواہ وہ ایجوکیشن ہو، صحت عامہ، پبلک ہیلتھ ہو، روڈ کنسٹرکشن ہو یا کوئی اور شعبہ ہو، کھیل ہو، کلچر ہو، ہر شعبے میں بلوچستان پیچھے رہ گیا ہے۔ اُس کی وجہ بہت سی ہیں بلوچستان کا زمینی رقبہ، بلوچستان کی منتشر آبادی، بلوچستان کی محرومی، بلوچستان کو مختلف ادوار میں جو نظرانداز کیا گیا سب وجوہات کو اگر ملائیں تو مجموعی طور ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ صوبہ جو ہے اس میں بہت کام کی ضرورت ہے اس میں اگر آپ ہزاروں ارب خرچ کریں تو پھر بھی صوبے کی جو ضرورتیں ہیں وہ پوری نہیں ہوں گی۔ اگر آپ بلوچستان کو باقی صوبوں سے اس کا موازنہ کریں تعلیم کے شعبے میں صحت کے شعبے میں انفراسٹرکچر کے شعبے میں آبی ذخائر کے شعبے میں، ہر جگہ سے بلوچستان پیچھے ہے۔ پہلے تو حکومتوں کو وفاق کے ساتھ ملکر بلوچستان کیلئے ایک وسیع پیکیج کا بندوبست کرنا پڑے گا جس میں بلوچستان کی جو ضرورتیں ہیں وہ تھوڑی بہت پوری ہوں۔ اس کے علاوہ اگر ہم اس صوبائی بجٹ کو دیکھیں اس میں تقریباً ہزاروں کے حساب اسکیمات آئی ہوئی ہیں۔ جس میں 135 بلین جو ہماری On going اسکیمات ہیں اور 60 بلین کے قریب New ہیں۔ تو جناب اسپیکر! صرف اسکیمات کی منظوری، وہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اگر ہم اس کتاب کو دوگنا کر کے اسکیمات جو ہیں اسمبلی سے پاس کرا لیتے ہیں تو ہم کر سکتے تھے، وہ ہماری اپنی صوابدید میں تھا۔ لیکن اگر آپ ایک اسکیمات کو دیکھتے ہیں جو سب سے بڑی بات ہے اُس کی فیزابیلیٹی ہے۔ کیا آپ نے جو اسکیم conceive کی ہے اُس کے فوائد کتنے لوگوں تک جاتے ہیں۔ کتنے لوگ اُس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور بلوچستان کی over-al develepment میں اُس کا کیا role ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد اُس کی منظوری ہے جس میں صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی آخر میں اس کتاب کو منظور کرتا ہے اُس سے پہلے جو اس کی اسکروٹنی کا طریقہ ہے جس میں ہمارے پی ایف ایم ایکٹ اور پلاننگ کمیشن کے مینولز میں وہ طریقہ کار واضع طور پر دی گئی ہے۔ لیکن جو سب سے بڑی ایک لیکونہ lacunna ہے وہ implementation پر ہے implementation ہم تو اسکیم لے آتے ہیں منظور کراتے ہیں جیسا تیسا کر کے اُس کی فیزابیلیٹی بھی آگے پیچھے برابر کر لیتے ہیں لیکن ایک اسکیم ہم نے دیکھا ہے کہ وہ کئی سالوں تک کتابوں کا زینت بنتا ہے۔ پھر اس میں جو ہے explanation-cost ہے اُس کی جو افادیت ہے وہ پھر اُس طرح نہیں ہوتی اور explanation-cost اُس کا بڑھ جاتا ہے تو یہ صوبے کیلئے اور اُس علاقے کیلئے جو اسکیم منظور

ہوئی ہے اُس کیلئے ایک نیک شگون نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! سب سے اچھا بجٹ پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ کے حوالے کہ جس کا throw-forward کم ہو اور ابھی ہمارے پی ایس ڈی پی کا تقریباً کم وبیش کوئی 365 بلین کا throw-forward ہے جو میں اُمید کروں گا کہ سردار صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ منسٹر صاحب بیٹھیں گے جو نان ڈیولپمنٹ میں جہاں سے بھی رومز ہیں اُنکو explore کریں گے اور throw-forward کو کم کریں گے تو جناب اسپیکر! صوبے کو ایک بہترین fiscal discipline کی ضرورت ہے۔ اور اُمید میں کرتا ہوں کہ سردار صاحب، وزیراعلیٰ صاحب اور جتنے بھی کابینہ کے ممبران ہیں اور اُن کو جو باقی صوبائی اسمبلی کی ممبران معاونت حاصل ہے، وہ بیٹھیں گے اور ایک بہترین fiscal discipline صوبے کو دیں گے جس میں نہ صرف صوبائی پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام آگے بڑھے گا۔ اُس کے دُوررس نتائج یہاں کے عام عوام تک پہنچیں گے صرف معاملات دیکھا اور ٹینڈر تک نہیں رہے گا بلکہ بلوچستان کا ہر وہ شخص جو اس آس میں بیٹھا ہوا ہے کہ صوبے کی نمائندگان اُن کے لئے ایسا بجٹ منظور کریں گے جو اُن کی غربت، اُن کی محرومی، اُن کی تعلیم، اُن کی صحت، اُن کی پبلک ہیلتھ اور تمام شعبوں میں اُس کو فائدہ پہنچے۔ میں آخر میں دوبارہ سردار صاحب کو بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ جی۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر! نرسنگ کے طلباء آئے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں اور جو بی ایم سی کا جو issue چل رہا ہے۔ جو مَیں نے آپ سے کہا تھا kindly اس کے لئے کمیٹی بنائیں۔ ان نرسنگ کے بچیوں سے یہی ملتے ہیں اور بی ایم سی کا جو ایشو ہے، تو منسٹر صاحب ہے اور ڈاکٹر ربابہ صاحبہ ہے اور کھیتر ان صاحب بیٹھے ہیں kindly ان کے توسط سے اگر ہوسکتا ہے تو ان سے میٹنگ کرا کے ان کے مسئلے حل کروا دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شاہ صاحب! یہ نرسنگ کا جو معاملہ چل رہا ہے اس حوالے سے آپ کو کوئی معلومات ہیں؟

سید احسان شاہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! میرے علم میں تو یہ بات نہیں ہے لیکن ان کا کوئی پروموشن کا شاید ان کا گریڈ کا مسئلہ تھا۔ یہ چونکہ 16 گریڈ میں ہیں تو یہ حکومت بلوچستان نہیں بلکہ پبلک سروس کمیشن جو ہے وہ اُن کی وہاں سے ان کے appointment ہوتی ہے۔ لیکن سردست مسئلہ کیا ہے۔ میرے علم میں نہیں ہے اگر مجھے بتایا جائے تو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وہ آئے ہیں شاہ صاحب آپ ہے، کھیتر ان صاحب اور میڈم شکیلہ صاحبہ ہیں

آپ لوگ بیٹھ کر ان کو جو ہے مہربانی کر کے حل کر دیں یہ مسئلہ۔

میڈم شکیلہ نوید قاضی: یہ ابھی احتجاج پر ہیں۔اُنہوں نے اپنا احتجاج پریس کلب میں بھی through rally record کروایا ہے۔اگر اُس پر بھی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ شاہ صاحب کو بتادیں شاہ صاحب بول رہے ہیں انشاء اللہ حل ہو جائیگا۔ بجٹ سے متعلق میرے خیال سے آج کی اتنی ہی تقاریر ہیں۔پھر اگلے سیشن میں انشاء اللہ، اب اسمبلی کا اجلاس۔جی حاجی صاحب۔

حاجی اکبر آسکانی: جناب اسپیکر! مَیں اس بجٹ کے حوالے میں وزیرخزانہ صاحب کو اور CM صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔تو اس بجٹ میں میرے خیال میں پورے بلوچستان مطمئن ہیں۔انھیں ہر سیکٹر کو یعنی ہر مد میں یعنی مطمئن ہیں۔الحمدُ اللہ پورا بلوچستان اس میں خوش ہیں۔خاص کر چیف منسٹر صاحب کا جو ٹیم تھا، اُس نے جو محنت کیا اور کام کیا۔ہر علاقے کے جو عوامی نمائندہ تھا اُس نے اپنے علاقے کے لئے بہت سے اسکیمات دیا سی ایم صاحب نے، سب کا ساتھ یعنی اچھا رویہ کے ساتھ جو علاقے کے مفاد کے لئے اور عوامی جو بجٹ تھا، اور عوامی اسکیمات تھے، مَیں اُن کا ممنون و مشکور ہوں۔اس سے بہت اچھے کام کئے۔پورا بلوچستان اس بجٹ میں اور مطمئن ہے۔اور جو عوام کے نمائندہ ہوتے ہیں یا حزب اختلاف کے ہوتے ہیں اُس کو عوام نے ووٹ دیا عوام نے بھیجا۔یہ حکومت کا ذمہ داری ہوتی ہے حزب اختلاف بھی عوام نمائندے ہیں اُس کو بھی دینا چاہیے۔اور اس چیف منسٹر صاحب کو مَیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اس نے حزب اختلاف کو بھی جو عوام کے اور اُس کے علاقے کے مطابق اُسکو نوازا۔اُس کا حق بنتا تھا دینا چاہیے پورے بلوچستان کا حق ہے اور عوامی نمائندے ہیں تو سی ایم صاحب نے جو بالکل محنت بھی کیا اور اُس کا ٹیم نے خاص کر پی اینڈ کا جو ٹیم تھا اس نے محنت کیا۔جو کابینہ کے جو ممبران تھے اُس نے بھی محنت کیا اپنا صاف نیتی سے عوامی نمائندوں کو عوام کے مفاد کے لئے دیا۔میں اُس کا بالکل جتنا تعریف کروں تعریف کم ہے، خاص کر سردار کھیتر ان صاحب نے بھی محنت کیا۔انھیں اپنے جو ساتھیوں کو بھی اور CM صاحب کو بھی اچھے مشورے اور اپنے ٹیم کے ساتھ۔جو ٹیم آپ کے ساتھ ہوتی ہے مخلص ہوتے ہیں وہ کام آگے چلتے ہیں۔تو اس میں میرے خیال میں پورا بلوچستان خوش ہے ۔کسی کو نظر انداز نہیں کیا، ویسے ایسا حکومت چاہیے کہ سب بلوچستان کو ایک دوسر کو ساتھ لیکر چلنا یہ بہترین انداز ہے اور بہترین کامیابی ہے۔حزب اختلاف کے ساتھ بھی اِس نے اچھا رویہ رکھا۔تو پورے بلوچستان اس میں مطمئن ہے۔تو مَیں اُمید کرتا ہوں اور بھی مزید بھی ہم ملکر یہ بلوچستان کے مفاد اور عوام کے مفاد کے لئے جو بہتری لائیں یہ تو ہمارا فرض بھی بنتے ہیں ہم

ایک ہوجائیں بلوچستان کے مسئلے کوحل کریں جوضرورت ہیں عوام کو۔ جوعوام کے ضروریات ہوتے ہیں زندگی کے ضرورت ہوتے ہیں۔ یہ بجلی اور پانی اور روڈ یہ عوامی ضروریات ہیں، خاص کر education میں ہر مد میں یعنی میرے خیال میں جتنا میں تعریف کروں اس میں کم ہے تو ہر مد میں ہر سیکٹر میں الحمدُ اللہ اگر کام ہم ایمانداری سے کریں انشاءاللہ بلوچستان کے issues اسی طریقے سے اسی انداز سے ہم ایمانداری سے کریں انشاءاللہ مسئلہ حل ہوتے ہیں کوئی مسئلہ درپیش مسئلہ نہیں ہوتے۔ انشاء اللہ میں اُمید کرتا ہوں میں دوبارہ سب کو مبارکباد دیتا ہوں خاص کر CM صاحب کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور سردار صاحب کو اُن کی ٹیم کو جس نے بجٹ پیش کیا اللہ آپ کو سلامت کریں۔ مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آسکانی صاحب آپ نے صحیح کہا۔ جی سردار صاحب۔

صوبائی وزیر خزانہ ومواصلات وتعمیرات: جناب اسپیکر! آپ کی توجہ میں دلاؤں گا آپ سے ذاتی طور پر۔ یہ موقع ہے پہلے تو ساڑھے تین سال یا چار سال میر عبدالقدوس بزنجو اسپیکر تھے اور آپ ڈپٹی اسپیکر تھے۔ یہ جو آپ کے ہال کی جو پوزیشن ہے، کرسیوں کے بھی ابھی آپ بیٹھتے ہوئے وہ حفیظ لونی کی طرح سر کے بل گر نہ جائیں۔ اور کارپٹ اس کے اندر میرا خیال ہے ایک آدھ ٹرک مٹی کا نکلے گا۔ تو اس کے لئے بار بار شاید آپ فنڈ مانگ رہے تھے نہیں ملا۔ اب جب تک میں فنانس منسٹر ہوں تو آپ اپنے سٹاف کو direct کریں یا آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں کہ اس کے کتنے اخراجات ہیں کیا سلسلہ ہے، مائیک سسٹم ہے، آج جدید دور ہے یہ اور یہ۔ یہ اس موقع سے آپ فائدہ اُٹھالیں میرے خیال ہے یہ بجٹ اجلاس کے بعد ایک ڈیڑھ یا دو مہینے کا gap آجائیگا۔ اس میں اگر اس کی تزائین آرائش ہوجاتی ہیں۔ ایک تو ہمارا جو remaining period ہے ہم enjoy کریں گے باقی آنے والا جس کا نصیب ہوگا وہ enjoy کریں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے کھیتران صاحب۔ اس پر جو ہے اسمبلی کی طرف سے سارا ٹیم ورک ہوچکا ہے اور فائل بھی گورنمنٹ آف بلوچستان کو دے دی گئی ہے اور مگر وہاں سے ابھی تک کوئی response نہیں ملا۔ دوبارہ آپ کو forward کردیں گے۔

وزیر خزانہ ومواصلات وتعمیرات: آپ کا سیکرٹری صاحب آتے ہیں یا جو بھی۔ ہم اس کو start کرلیتے ہیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ تھوڑا سا اس کو expedite کرکے اس کو تاکہ یہ جو دو مہینے کا gap آئیگا ابھی تو جولائی اگست عید کی چھٹیاں ہیں۔ پھر بجٹ کے بعد دو مہینے اجلاس نہیں ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلکہ Monday والا دن ہمارا اجلاس بھی ہے۔ اس پر اجلاس سے پہلے ایک

گھنٹہ میٹنگ سیکرٹری صاحب آپ بلالیں، جتنے بھی متعلقہ سیکرٹریز ہیں اُن کو بھی بلالیں۔سردار کھیتر ان صاحب آپ بھی آئیں۔

صوبائی وزیرخزانہ ومواصلات وتعمیرات: فنانس سیکرٹری صاحب کومَیں گزارش کروں گا کہ وہ بھی آجائیں گےتو آپ کے good office میں بیٹھ جاتے ہیں اسکوہم فائنل کرلیتے ہیں تا کہ۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: Monday کوانشاءاللہ اس پر بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 27 جون 2022ء بوقت 4 بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔

☆☆